۷ ہمارے آئمہؑ

تالیف: علی محمدؐ دخیل

امام موسیٰ کاظم
علیہ السّلام

ترجمہ: سیّد صفدر حسین نجفی

ناشر: مصباح الھدیٰ پبلیکیشنز

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

علی محمد علی دخیل - مولانا سید صفدر نجفی

Gulnawazul Awan

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

تالیف

علی محمد علی دخیل

ترجمہ

مولانا سید صفدر حسین نجفی

ناشر

مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز

۱۰۔ گنگارام بلڈنگ شاہراہِ قائداعظم۔ لاہور

فون نمبر ۳۲۰۵۷۱

نام کتاب :۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

تالیف :۔ علی محمد علی دخیل

مترجم :۔ مولانا سید صفدر حسین نجفی

ناشر :۔ مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز

زیر اہتمام :۔ مصباح القرآن ٹرسٹ

کتابت :۔ دار الکتابت۔ حضرت کیلیانوالہ

مطبع :۔ زاہد بشیر پرنٹرز۔ لاہور

تاریخ اشاعت :۔ ذیقعد ۱۴۰۹ھ

ہدیہ :۔ ۲۰/- روپے

ملنے کا پتہ

قرآن سنٹر

۲۴- الفضل مارکیٹ، اُردو بازار۔ لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

مصباح الہدیٰ پبلیکیشنز کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام کی تعلیمات کو اردو داں طبقے میں عام کیا جائے۔

چنانچہ بارہ کتابوں پر مشتمل "ہمارے آئمہ" کے نام سے ایک سیریز قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاری ہے۔

یہ لبنان کے معروف عالم دین جناب علی محمد علی دخیل کی ان بارہ کتابوں کا ترجمہ ہے جو انہوں نے عربی زبان میں "ائمتنا" کے نام سے لکھی تھیں۔

ان کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ جناب مولانا سید صفدر حسین نجفی صاحب قبلہ نے کیا ہے یہ ادارہ جناب سید انوار احمد بلگرامی کا مشکور ہے کہ انہوں نے وقت نکال کر اس ترجمے پر نظر ثانی کی جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

آئمہ اطہار کے افکار کی روشنی گھر گھر پھیلنی چاہیئے۔ یہ بات تو آج وقت پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ آج غیر مسلموں نے اس کرۂ ارض کو جس بے چینی اور کرب میں مبتلا کر رکھا ہے اس کا مداوا ان ہی ذواتِ مقدسہ کی پیروی میں ہے۔ جس قدر ہم ان پاک ہستیوں سے قریب ہوں گے اتنا ہی ہمارے مسائل کے حل بھی جلدی نکلتے چلے آئیں گے۔

آئمہ اطہار علیہم السلام سے تمسک اب محض ذاتی اور انفرادی عقیدے کی بات نہیں رہی بلکہ یہ معاشرے کے صحن میں اقدار کی سرفرازی کے لیے بھی لازم ہو گیا ہے۔ بین الاقوامی روابط کس نہج پر استوار ہوں اس کے تعین کے لیے بھی ہم کو آئمہ کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔ آپ ہی بتائیں گے کہ صلح کس طرح کی جائے

اور جنگ کس طرح۔ آپ ہی معاشرے میں خواتین کے کردار کا تعین کریں گے۔ آپ ہی سے پتہ چلے گا کہ ہمارا دوست کون ہے اور ہمارا دشمن کون یہی حضرات ہم کو بتائیں گے کہ ہمارے لیے مفید کیا ہے اور ضرر رساں کیا۔ آپ سے ہم جان سکیں گے کہ دنیا میں حسنہ کیا ہے اور آخرت میں حسنہ کا حصول کس طرح ممکن ہے۔ دوسرا چارہ کار نہیں۔

آیئے آج ہم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے افکار و حالات کے مطالعے سے اپنی زندگی کی جہت اور سمت کا تعین کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہم کو محمدؐ و آل محمدؐ کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مِصبَاحُ الھُدیٰ پبلیکیشنز

اھداء

میرے آقا ابوالحسن رضاؑ!

آپ کے والد گرامی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خالص، صاف اور شفاف سیرت کا ایک نورانی صفحہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اس امید پر کہ آپ قبول فرمائیں گے۔

آپ کا غلام

علی محمد علی دخیّل

کچھ اس کتاب کے بارے میں

آئمہ اہلِ بیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ایسے مصطفےٰ بندے ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے سربرآوردہ ممتاز مینارِ ہدایت منتخب کیا ہے۔ ان کو اپنی مخلوق کے لیے ہادی، اپنے نبیؐ کے وارث، اپنے بندوں کے امام اور اپنی مخلوق کے حاکم کے طور پر چُنا ہے۔

یہ رسالتِ محمدیہ کے پاسبان ہیں اور اس پر قائم ہیں ان ہی سے احکام اخذ کیے جاتے ہیں حلال کو حرام سے پہچانا جاتا ہے۔ وہی خدا کی طرف دلیل اور رہبری کرنے والے ہیں۔ اس تک پہنچانے کے لیے قیادت کرنے والے، اس کے دین کی طرف بلانے والے، اس کے راستے کو واضح کرنے والے، ان ہی کے پاس علمِ کتاب اور فصلِ خطاب ہے۔

رسُولِ اعظمؐ نے ان کی اتباع اور پیروی، ان کی اطاعت اور ان کے امر بجالانے کا اپنی اُمّت کو حکم دیا ہے۔

مگر مسلمانوں نے رسُولِ اعظمؐ کی وفات کے بعد اس پر مزاحمت کی حالانکہ ابھی پیغمبرؐ دفن بھی نہیں ہوئے تھے۔ انھوں نے فتنے کے خوف کا گمان ظاہر کیا۔ حالانکہ وہ خود فتنے میں جاگرے۔ مسلمانوں نے اہلِ بیت علیہم السلام والصلوٰۃ سے خلافت کو دور کر دیا۔ وہ ان کے غیر کے ہاتھوں میں منقلب ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ معاویہ بن ابوسفیان تک پہنچی جو اسلام اور رسُولِ اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ تقدیر نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ اس کے بیٹے یزید تک پہنچی جو فسق و فجور اور رذالت کا مجسّمہ تھا پھر وہ بنی وزغ (مروان) کی اولاد میں ستّر سال تک رہی۔ ان کے بعد

بنی عباس کھڑے ہوئے

ایک ظلم دوسرے ظلم میں تبدیل ہو گیا اور لوگ ایک جور و ستم سے دوسرے جور و ستم کی لپیٹ میں آ گئے ایک طرف یہ ہو رہا تھا دوسری طرف آئمہ علیہم السلام اپنے گھروں کے گوشوں میں پڑے تھے نہ ان کا حکم چلتا تھا نہ ان کا نہی۔

خدا ابو الفراس پر رحمت نازل کرے، جہاں کہتا ہے:

بنو علی رعایا فی دیارھم

والامر تملکہ النسوان والخدم

(اولادِ علیؑ اپنے گھروں میں رعایا جیسی زندگی بسر کر رہی ہے

اور حکومت پر عورتوں، خادموں اور غلاموں کا غلبہ ہے

بنی امیہ اور بنی عباس نے اہلِ بیتؑ سے خلافت چھین کر صرف اس خلافت کا لبادہ اوڑھنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ان حضرات کے پیچھے لگے رہے۔ ان کو جلا وطن کرتے رہے اور قتل کرتے رہے۔

کان رسول من حکم شرعہ

علی ولدہ ان یقتلوا او یصلبوا

گویا رسولؐ کی شریعت نے حکم دیا تھا

کہ ان کی اولاد کو قتل کیا جائے اور دار پر چڑھایا جائے

مگر آئمہ کو جس شدت، سختی اور تکلیف کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس کی انھوں نے پرواہ نہیں کی بلکہ مسلسل تبلیغ رسالت، کلمۃ اللہ کی سربلندی، اسلام کے مفاہیم کو نشر کرنے اور فاسد افکار کی لہروں کو روکنے میں مشغول رہے۔

انھوں نے دنیا کو اپنے علوم و معارف سے بھر دیا۔ تاکہ اسلام کا پرچم کرۂ ارض پر لہرایا جائے۔

اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ آئمہ اپنے آپ کو یہ نہیں کہ خلافت کا دوسروں سے زیادہ حقدار سمجھتے تھے، بلکہ وہ رسولِ اعظمؐ کے بعد اسلام کی نشر و اشاعت کے مکلف اور ذمّہ دار تھے

سنن اور شرائع محمدیہ کی حفاظت کرنے والے تھے۔

اس کتاب میں امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی زندگی کی کچھ کرنیں ہیں۔ آپ کی عبادت اور سیرت، احسان اور نیکی کے سلسلے میں جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ پیش کیا گیا ہے۔ کچھ ابواب آپ کے حکم اور وصیتوں اور دعاؤں سے متعلق ہیں۔

یہ کتاب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے کہ ہم مسلمان آئمہ علیہم السلام کے ان حقوق سے واقف ہوسکیں جن سے گذشتہ لوگ واقف نہیں تھے وہ لوگ ان کی ولایت کو اپنانے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی اور بُغض رکھنے کے سلسلے میں قطعی شعور نہیں رکھتے تھے۔

ان کی تعلیمات کو اخذ کرنے ان کے اوامر کی اتباع کرنے اور ان کے نواہی سے رکنے کے ذریعے وہ فرض ادا ہوسکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے اہلِ بیت علیہم السلام کے سلسلے میں ہم پر عاید کیا ہے۔

اسی میں دنیا اور آخرت کی سعادت ہے۔

الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اُولٰئک الذین هداهم الله واُولٰئک هم اولوا الالباب

وہ جو کان دھر کر بات سنتے ہیں بس اس میں سے احسن اور زیادہ اچھے کی اتباع کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن کی خدا نے ہدایت کی ہے۔ اور وہی صاحبانِ عقل ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

(ایک نظر میں)

آپ کے دادا ــــــــــ امام محمد باقر علیہ السلام

آپ کے والد گرامی ــــــــــ امام جعفر صادق علیہ السلام

آپ کی والدہ ــــــــــ حمیدہ بنت صاعد مغربی

آپ مقام ابواء ــــــــــ مکّہ اور مدینے کے درمیان ایک جگہ ــــــــــ اتوار کے دن ، صفر ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے ۔ امام جعفر صادقؑ نے ان کی ولادت کے وقت ولیمہ کیا اور تین دن تک لوگوں کو کھانا کھلایا ۔

آپ کا حلیہ مبارک ــــــــــ آپ کا چمکیلا رنگ ، مربع قامت تھی گھنی داڑھی رکھتے تھے ۔

آپ کی کنیت ــــــــــ ابو ابراہیم ، ابوالحسن ، ابو علی اور ابو اسمٰعیل تھی ۔

آپ کے القاب ــــــــــ عبد صالح ، کاظم ، صابر، الصالح الامین ، باب الحوائج ، ذو نفس ذکیہ ، زین المجتہدین ، الوفی ، الزاہر ، المامون ، طیب ، سید ۔

آپ کی انگوٹھی کا نقش ــــــــــ الملک اللہ وحدہٗ

آپ کے صاحبزادے ــــــــــ علی الرضاؑ ، ابراہیم ، عباس ، قاسم ، اسمٰعیل ، ہارون ، حسن احمد ، محمد ، حمزہ ، عبداللہ ، اسحاق ، عبید اللہ ، زید ، فضل اور سلیمان

آپ کی صاحبزادیاں ــــــــــ فاطمہ کبریٰ ، فاطمہ صغریٰ ، رقیہ ، حکیمہ ، ام ابیہا ، رقیہ صغریٰ

کلثوم، ام جعفر، لبابہ، زینب، خدیجہ، علیہ، آمنہ، حسنہ۔

آپ کے شاعر ________ سید حمیری

آپ کے دربان ________ محمد بن مفضل

آپکے زمانے کے بادشاہ ________ منصور، محمد مہدی، موسیٰ ہادی، ہارون رشید

آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصہ قید خانوں کی تاریکیوں میں گزارا۔ آپ کو مہدی عباسی نے قید کیا، بعد میں چھوڑ دیا۔ ہارون رشید نے آپ کو بصرے میں عیسیٰ بن جعفر کے یہاں قید رکھ وہاں سے بغداد فضل بن ربیع کے پاس قید کیا۔ پھر فضل بن یحییٰ کے پاس اور پھر سندی بن شاہک کے پاس قید رکھا[1]

آپ کی شہادت ________ ہارون رشید کی طرف سے بھیجے ہوئے زہر سے جمعہ ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو شہید ہوئے۔

آپکی امامت کی مدت ________ ۳۵ سال

آپ کی قبر ________ آپ کرخ کی جانب مقابر قریش میں دفن ہوئے۔ آج آپ کا مزارِ مبارک بلندی اور نورانیت میں آسمان کا مقابل ہے۔ آپ کے مزار کے چوکھٹوں پر سونا تہہ بہ تہہ چڑھا ہوا ہے۔ وہاں ساری دنیا کے مسلمانوں کا ہمہ وقت اژدہام رہتا ہے۔ جو آپ کی ضریحِ اقدس کے گرد طواف کرتے ہیں۔

---

[1] آپ چار سال ہارون کی قید میں رہے بعض روایات کے مطابق اس سے بھی زیادہ مدت اس کی قید میں رہے۔

آپؑ کی خلافت کی نص

جس کا دعوی ہمارا غیر کرتا ہے وہ بات عجیب و غریب ہے کہ نبی کریمؐ فوت ہو گئے مگر اپنے بعد کسی کو وصی نہیں بنایا جو آپ کا قائم مقام ہو اور آپ کی جگہ پُر کرے۔ یعنی وہ اپنے بعد امت کو بغیر کسی امام کے چھوڑ گئے جو امت کے معاملات کا انتظام کرے، اس کے انتشار کو دُور کرے، گمراہ کو ہدایت کرے، حدودِ الٰہی کو قائم کرے۔ اس کی کجی کو دُور کرے اور سنن اور طریق کو واضح کرے۔

مگر اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اپنی زندگی میں آپ مدینے سے کہیں جاتے وقت کسی نہ کسی کو ضرور اپنا جانشین بناتے جب لشکر روانہ کرتے تو اس کا قائد مقرر فرماتے۔ بعض اوقات آپ نے ایک لشکر کے لیے ایک سے زیادہ سالار مقرر فرمائے۔[۱]

افسوس اس بات کا ہے کہ جب ہم کسی شخص یا کسی گروہ کو اچھا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کے لیے ایک سے ایک اچھے اعمال اختراع کرتے ہیں ان کی طرف سے بڑے بڑے عذر پیش کرتے ہیں۔ ان کے اعمال کو صحیح بنانے کے لیے اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں خوب زور شور سے ذکر کرتے ہیں کبھی ہم ان باتوں کی نسبت اللہ اور رسولؐ کی طرف دیتے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی حجت نازل نہیں ہوئی یہ ساری کوشش اور سعی اس عمل کو درست ثابت کرنے کے لیے ہوتی ہے جو گذشتہ لوگوں سے سرزد ہوئے۔

اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ کہتا ہے۔

---

[۱] جنگ موتہ میں آپ نے جعفر بن ابی طالب، زید بن حارثہ، عبداللہ بن رواحہ کو یکے بعد دیگرے امیرِ لشکر بنایا اگر پہلا شہید ہو جائے تو دوسرا، اور دوسرا شہید ہو جائے تو تیسرا سالار بنے۔

والحق احق ان یتبع

زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے

اگر لوگ امام امیرالمومنین علیہ السلام سے انصاف کرتے تو دوسری بہت سی نصوص کو چھوڑ کے صرف غدیر کی نص ان کے لیے کافی ہوتی۔ غدیر کے دن کی بیعت کو اکثر مسلمانوں نے دیکھا تھا ان مراسم کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جن کو اس دن رسول اعظمؐ نے جاری فرمایا اور پھر جو کچھ اس سلسلے میں قرآن کریم میں نازل ہوا۔

وفاتِ رسولؐ کے بعد اُمت کا اس دن کو بھول جانا عجیب سی بات ہے۔

مگر ہوا یہی۔ حالانکہ عہد کا وقت قریب تھا، رسولؐ ابھی دفن نہیں ہوئے تھے، اور سب گواہ بھی موجود تھے۔

یہ گفتگو بہت طویل ہے اور اتنی ہی دردناک بھی۔ کیونکہ مسلمانوں کے سر پر جو کچھ آیا وہ یہیں سے آیا۔ ان میں جو افتراق اور فرقہ بندی ہوئی وہ اسی اختلاف کی وجہ سے۔

امام امیرالمومنینؑ اکیلے ہی رسولِ اعظم کی طرف سے خلافت کے لیے منصوص علیہ ہیں۔ اسیطرح ان کی اولاد علیہم السلام والصلوٰۃ[۵۱] اور آئمہ علیہم السلام میں سے بعض نے دوسرے بعض پر نص کی ہے۔ سابق نے اس پر نص کی جو لاحق ہوا۔ باپ نے بیٹے پر نص کی تاکہ حُجت کو قائم کرے اور اُمت کے عذر کو دُور کرے۔

اس باب میں ہم بعض وہ نصوص پیش کرتے ہیں جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کیلئے ان کے والد حضرت امام جعفر صادقؑ کی طرف سے آئی ہیں۔

۱۔ محمد بن ولید کہتا ہے کہ میں نے علی بن جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد جعفرؑ بن محمدؑ کو اپنے خواص اور اصحاب کی ایک جماعت سے یہ کہتے سنا کہ میرے بیٹے موسیٰ کے لیے خیر کی وصیت کرو کیونکہ وہ میری اولاد میں سے افضل ہے اس کو میں اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر کیے جارہا ہوں وہی میرا قائم مقام ہے اور میرے بعد اس کی ساری مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حُجت ہے۔[۵۲]

---

۵۱ اس سلسلے کی پہلی کتاب "امام امیرالمومنین" میں آئمہ پر رسولِ اعظمؐ کی نصوص کا ذکر ہے۔

۵۲ الارشاد۔ ۳۱۰

عیسیٰ بن عبداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب نے حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کچھ ہو گیا اور خدا مجھے وہ کچھ نہ دکھائے تو میں کس کو امام سمجھوں تو آپؑ نے اپنے ہاتھ سے موسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے آپ سے سوال کیا کہ اگر موسیٰؑ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو پھر کس کو امام مانوں؟ تو آپ نے فرمایا اس کے بیٹے کو[1]

۲۔ فیض بن مختار کہتا ہے کہ میں نے ابو عبداللہؑ سے عرض کیا کہ جہنم کی آگ سے میرا ہاتھ پکڑیں آپ کے بعد ہمارے لیے کون ہے اتنے میں ابو ابراہیمؑ داخل ہوئے اور وہ اس وقت نوخیز تھے آپ نے فرمایا یہ تمھارے صاحب ہیں ان سے تمسک کرو[2]

۴۔ نصر بن قابوس کے واسطے سے ابو عبداللہؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: موسیٰ بن جعفرؑ میرا بیٹا، میرے بعد امام ہے[3]

۵۔ سلیمان بن خالد کہتا ہے کہ ابو عبداللہؑ نے ایک دن ابو الحسنؑ (موسیٰ) کو بلایا۔ ہم لوگ آپ کے پاس حاضر تھے ہم سے فرمایا: تم پر لازم ہے اس کا دامن پکڑنا، یہی خدا کی قسم تمھارا میرے بعد صاحب ہے[4]

---

[1] اثبات الهداة ۵/۴۶۸

[2] اثبات الهداة ۵/۴۶۸

[3] اثبات الهداة ۵/۴۹۲

[4] اعیان الشیعہ ۴ ق ۳/ ۱۴

آپؑ کی عبادت

جب بھی آئمہ اہل بیت علیہم السّلام میں سے کسی کا ذکر ہوتا ہے تو ذہن میں بہت ہی زیادہ علم مسلسل عبادت، بے شمار اوراد و وظائف، صدقات کثیرہ، اخلاق عالیہ، آداب رفیعہ جو برائی کرے اس سے حلم و بُردباری اور جو گناہ کرے اس سے چشم پوشی کی تصویر اُبھرتی ہے یہ حضرات اور مکارم اخلاق و اعمال لازم و ملزوم ہیں۔ گویا رفعت اور بلندی وہ لباس ہے جو آپ حضرات ہی کے لیے سلا ہے وہ اس کو زیب تن کیے ہوئے ہیں۔

ان صفحات میں امام موسیٰ بن جعفرؑ کی عبادت کا ذکر جس کے گواہ آپ کے القاب ہیں زین المجتہدین، عبد صالح، نفس ذکیہ، صابر اور دیگر القابات جو آپ کی صفات مقدسہ اور آپ کی ایک دوسرے سے متصل عبادات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

تاریخ میں کوئی قیدی سوائے موسیٰ بن جعفرؑ کے نہیں ملتا جو قید خانے کی تنگ چہار دیواری کے درمیان اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرتا ہے کہ قید میں آکر اس کو عبادت کے لیے فارغ ہونے کی نعمت عطا ہوئی۔ آپ ہی ہیں کہ اس قید کو نعمت سمجھ کر اس پر شکر کرنا واجب اور ضروری خیال کیا۔

ابن صباغ مالکی کہتا ہے کہ قید خانے میں جو جاسوس آپ پر متعین تھے ان کے ذریعے عیسیٰ بن جعفر کو یہ اطلاع پہنچی کہ انھوں نے آپ کو یہ دعا کرتے سنا۔

اللھم انک تعلم انی کنت اسئلک ان تفرغنی لعبادتک وقد فعلت فلک الحمد[1]

---

[1] الفصول المہمہ ۲۲۲

آپ کی عبادت کے سلسلے میں چند واقعات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

ا۔ ہمارے علماء سے روایت ہے کہ آپ مسجد نبوی میں آئے، آپ نے ابتدائے شب سے سجدہ کیا اور سنا گیا کہ آپ سجدے میں کہہ رہے تھے۔

عظم الذنب عندی فلیحسن العفو عندك یا اهل التقوی ویا اهل المغفرة۔

مجھ سے عظیم لغزش ہوئی ہے تو اپنی طرف سے اچھی عفو وبخشش کر دے اے اہل تقویٰ اور اے اہلِ مغفرت۔ آپ یہ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی[1]

۲۔ امام ابوحنیفہ ابوعبداللہؑ کی بارگاہ میں داخل ہوئے اور کہا کہ میں نے آپ کے بیٹے موسیٰ کو نماز پڑھتے دیکھا جب کہ لوگ ان کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ ابوعبداللہؑ نے اپنے فرزند کو بلوا بھیجا جب وہ آئے تو آپ نے اس سلسلے میں بات کی۔ انھوں نے کہا جی ہاں بابا جان! بے شک وہ ذات جس کے لیے میں نماز پڑھ رہا تھا وہ ان لوگوں کی نسبت مجھ سے زیادہ قریب تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید

ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں

ابوعبداللہؑ نے یہ سن کر ان کو اپنے سینے سے لگایا اور پھر فرمایا:

میرے ماں باپ تیرے صدقے، اے وہ کہ اسرار (الٰہی) جس کے سپرد کیے گئے ہیں۔[2]

آپ نمازِ شب (تہجد) پڑھتے اور اس کو نمازِ صبح کے ساتھ ملا دیتے پھر تعقیبات پڑھتے رہتے۔ یہاں تک کہ سورج نکل آتا۔ پھر آپ اللہ کے سامنے سجدے میں گر جاتے ہیں اور دعا اور

---

[1] تاریخ بغداد ۱۳/ ۲۷

[2] المناقب ۲/ ۳۰۲

حمد و ثنا کرتے کرتے سر نہ اٹھاتے۔ جب تک سورج کے زوال کا وقت قریب نہ ہوتا۔ آپ بہت دعائیں کرتے اور کہتے:

اللھم انی اسئلک الراحتہ عند الموت والعفو عند الحساب

خدایا میں تجھ سے موت کے وقت راحت و آرام اور حساب کتاب کے وقت عفو و بخشش کا سوال کرتا ہوں۔

اس کو بار بار دہراتے رہتے۔[1]

۴۔ ہشام بن احمر کہتا ہے کہ میں ابوالحسنؑ (موسیٰ) کے ساتھ مدینے کی ایک سڑک پر جا رہا تھا اچانک آپ نے اپنا پاؤں اپنی سواری سے نکالا اور سجدے میں گر پڑے، سجدے کو طول دیا اور مزید طول دیا، پھر سر اٹھایا اور اپنی سواری پر سوار ہوئے میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں آپ نے سجدے کو بہت طول دیا۔ آپ نے فرمایا: ابھی سواری پر بیٹھے ہی مجھے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ایک نعمت یاد آگئی تو میں نے چاہا کہ اپنے پروردگار کا شکر ادا کروں۔[2]

۵۔ آپ خوفِ خدا سے اتنا روتے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔[3]

۶۔ کثرتِ سجود کی وجہ سے آپ کا ایک غلام آپ کی پیشانی سے گوشت کاٹتا تھا۔ ایک شاعر نے اس نکتے کو اپنے اشعار میں اس طرح نظم کیا ہے:

طالت لطول سجود منه ثفنته

فقرحت جبهة منه وعريتنا

رأى فراغته في السجن منيته

ونعمة شكر البارى بهاحينا[4]

---

[1] کشف الغمہ ۲۴۷

[2] البحار ۱۱/ ۲۶۶

[3] کشف الغمہ ۲۴۷

[4] حیات الامام موسیٰ بن جعفر ۱/ ۸۳

آپ کے طویل سجدے کی وجہ آپ کے گھٹنے بڑھ گئے۔ جس سے آپ کی پیشانی اور ناک کی بینی زخمی ہو گئی۔

آپ نے قید میں اپنی فراغت کو اپنی آرزو سمجھا اور ایک ایسی نعمت سمجھا جس کا باری تعالیٰ کا شکر ایک عرصے تک بجالاتے رہے۔

۷۔ علی بن جعفر کا کہنا ہے کہ ہم لوگ میرے بھائی موسیٰ بن جعفرؑ کے ساتھ چار مرتبہ عمرے کے سفر کے لیے نکلے آپ اس کے لیے اپنے اہل وعیال کے ساتھ پیادہ سفر کرتے تھے۔ ان میں ایک میں آپ ۲۶ دن، دوسرے میں ۲۵ دن، تیسرے سفر میں ۲۴ دن اور چوتھے سفر میں ۲۱ دن آپ پیدل چلتے رہے۔[1]

۸۔ آپ قرآن مجید بہت اچھی آواز میں تلاوت فرماتے۔ قرآن پڑھتے وقت آپ پر حزن و ملال طاری ہو جاتا۔ سننے والے آپ کی تلاوت سُن کر رونے لگتے۔ آپ خوفِ خدا سے اتنا روتے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔[2]

۹۔ ابراہیم بن ابوالبلاد کا کہنا ہے کہ مجھ سے ابوالحسنؑ نے فرمایا کہ میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے پانچ ہزار مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔[3]

۱۰۔ موسیٰ بن جعفرؑ دس سال سے اوپر روزانہ سورج کے سفید ہونے سے لے کر زوال تک ایک طولانی سجدہ کرتے رہے۔[4]

۱۱۔ ہارون رشید قید خانے میں جھانک کر دیکھتا جہاں آپ کو قید کیا ہوا تھا آپ سجدے میں ہوتے۔ ربیع سے کہتا کہ یہ کیسا کپڑا ہے جس کو میں ہر روز اسی جگہ دیکھتا ہوں۔ ربیع نے بتایا کہ یہ کپڑا نہیں پڑا ہے بلکہ موسیٰ بن جعفرؑ سجدے کی حالت میں ہیں وہ ہر روز اسی طرح سورج کے طلوع سے لیکر زوال تک سجدے میں رہتے ہیں۔ ہارون کہنے لگا کہ یہ شخص بنی ہاشم کے راہبوں اور عبادتگزاروں

---

[1] البحار ۱۱/ ۲۶۲

[2] المناقب ۲/ ۳۷۹

[3] البحار ۱۱/ ۲۶۷

[4] المناقب ۲/ ۳۷۹

میں سے ہے[۱]

۱۲۔ فضل بن ربیع نے عبداللہ قزوینی سے کہا جب امام میرے پاس قید میں تھے میں دن رات ایسے حالات کی جستجو میں رہتا میں نے ہمیشہ اس حال میں دیکھا جو میں تجھ سے بیان کر رہا ہوں۔

وہ صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ تعقیبات پڑھتے ہیں یہاں تک کہ سورج نکل آتا ہے وہ پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں پھر اس قدر طول دیتے ہیں کہ زوال کا وقت آجاتا ہے۔

انھوں نے کسی سے کہہ رکھا ہے کہ آپ کو زوال کی خبر دے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ لڑکا ان کو کب بتلاتا ہے کہ زوال کا وقت ہو گیا۔ وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور تجدید وضو کیے بغیر نماز شروع کر دیتے ہیں اس سے مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ آپ سجدے کے دوران سوئے نہیں اور نہ ہی اونگھ آئی۔ اس حالت میں نماز عصر سے فارغ ہوتے ہیں نماز عصر کے بعد پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں اور مسلسل سجدے میں رہتے ہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا ہے پھر سجدے سے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔ نماز و تعقیبات میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ نماز عشاء پڑھنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نماز عشاء پڑھ کر ان بھونی ہوئی چیزوں سے افطار کرتے ہیں جو اُن کے لیے لائی جاتی ہیں پھر تجدید وضو کر کے سجدے میں چلے جاتے ہیں اس سے سر اٹھاتے ہیں اور پھر کچھ دیر کے لیے سو جاتے ہیں اٹھ کر تجدید وضو کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر رات کی تاریکی میں مسلسل نماز پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ طلوع فجر ہو جاتی ہے میں نہیں جانتا وہ لڑکا کب کہتا ہے کہ طلوعِ فجر ہو گئی وہ نمازِ صبح کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جب سے وہ میرے یہاں منتقل ہوئے ہیں ان کا روزمرہ کا یہ معمول ہے۔

عبداللہ قزوینی نے فضل بن ربیع سے یہ سن کر کہا کہ خدا سے ڈرو اور ان کے معاملے میں کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے تمھاری نعمت میں زوال آجائے تم یہ تو جانتے ہو کہ کسی نے بھی ان میں سے کسی (امام) کے ساتھ برائی نہیں کی مگر یہ کہ اس کی نعمت اس سے زائل ہو گئی۔

فضل کہنے لگا کہ ان لوگوں نے کئی مرتبہ مجھے پیغام بھیجا جس میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ انکو قتل کر دوں

---

[۱] اعیان الشیعہ ج ۴ ق ۳ / ۴۲

میں نے اس حکم کو قبول نہیں کیا ان کو یقین دلادیا ہے کہ وہ خواہ مجھے خود قتل کرنے پر آمادہ ہو جائیں لیکن میں ان کو قتل نہیں کروں گا۔ اور کسی صورت میں اس فرمائش اور ان کی اس خواہش پر عمل درآمد نہیں کروں گا[1]

۱۳۔ سندی کی بہن کہتی ہے کہ جب امام اس کے بھائی کے گھر قید تھے آپ نمازِ عشاء پڑھتے اور اللہ کی حمد و ثنا کرتے اور اس کی مجد و بزرگی بیان کرتے، دعائیں کرتے رہتے یہاں تک کہ رات ڈھل جاتی آپ دوبارہ کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر کچھ دیر آپ ذکر کرتے رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا۔ آپ روشنی کے پھیلنے تک بیٹھے رہتے پھر اٹھتے اور مسواک کر کے کچھ کھانا کھاتے پھر آپ زوال سے پہلے تک کے لیے لیٹ جاتے اٹھتے اور وضو کر کے نماز پڑھتے رہتے یہاں تک کہ عصر کی نماز سے فارغ ہوتے، قبلہ رُخ بیٹھ کر ذکر کرتے رہتے یہاں تک کہ مغرب کی نماز پڑھتے پھر عشاء تک نمازیں پڑھتے رہتے یہ آپ کا طریقہ تھا۔

سندی کی بہن جب آپ کی طرف دیکھتی تو کہتی:

"وہ قوم اللہ کی رحمت سے مایوس ہے جو اس شخص کو ستائے اور دق کرے۔"

---

[1] اعیان الشیعہ ج ۴ ق ۲/۳ ۷۲

آپؑ کی سیرت کا ایک گوشہ

امام موسیٰ کاظمؑ کی سیرت کے چند پہلو قارئین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، آپ کی بے مثال خوبیوں اور اخلاقِ حمیدہ پر نظر کرنے اور آپ کی نورانی سیرت کی راہنمائی میں زندگی گزارنے اور آپ کے خلقِ کریم کو اپنانے کے آج ہم کس قدر محتاج ہیں کہ اس وسیلے سے خیر و سعادت کے مستحق بن سکیں جس کی ہم آرزو کرتے ہیں یہی وہ ذریعہ ہے کہ ہم اپنے عظیم ماضی کو لوٹا سکیں۔

آپ کی سیرت کے سلسلے میں کچھ روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ مدینے میں ایک شخص ابوالحسن موسیٰؑ کو اذیت دیا کرتا تھا جب آپ کو دیکھتا تو آپ کو سبّ کرتا اور حضرت علیؑ پر شتم کرتا۔ اس صورتِ حال پر آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس فاجر کو ہم قتل کر دیں آپ نے سختی سے منع کر دیا آپ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ اپنے کھیتوں پر گیا ہوا ہے آپ اس طرف روانہ ہوئے اور اپنے گدھے پر سوار اس کے کھیت میں داخل ہو گئے وہ یہ دیکھ کر چیخنے لگا کہ میرے کھیت کو اس طرح نہ روندو۔ مگر ابوالحسنؑ اسی طرح گزرتے ہوئے اس کے قریب پہنچے اور سواری سے اُتر کر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اسی سے کشادہ روئی سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے رہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تو نے اس کھیت پر کتنا خرچ کیا ہے کہنے لگا:

ایک سو دینار

آپ نے پوچھا

"اس سے آمدنی کی تجھ کو کتنی امید ہے؟"

کہنے لگا: "میں غیب داں نہیں"

آپ نے فرمایا: کہ "میں نے پوچھا تھا کہ تجھے کتنی امید ہے اس کھیت سے کمانے کی؟"

کہنے لگا: "میں اس سے دو سو دینار کی اُمید رکھتا ہوں"

ابوالحسنؑ نے ایک تھیلی نکالی جس میں تین سو دینار تھے اور فرمایا کہ تیرا یہ کھیت اپنی حالت پر برقرار رہے، خدا تجھ کو وہ رزق دے جس کی تو اُمید رکھتا ہے اس نے اٹھ کر آپ کے سر کا بوسہ لیا اور آپ سے التجا کی جو کچھ وہ زیادتی کرتا رہا ہے اس سے درگزر کریں۔ آپ اس کو دیکھ کر مسکرائے اور وہاں سے اٹھ آئے۔

مسجد کی طرف جب گئے تو وہاں اس شخص کو بیٹھا پایا۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں رکھ رہا ہے اس کے ساتھی یہ سن کر اس کے پیچھے پڑ گئے کہ تُو تو ان کے بارے میں اس کے برعکس کہا کرتا تھا وہ شخص کہنے لگا کہ جو کچھ میں نے اب کہا ہے وہ بھی تم نے سن لیا۔ یہ کہہ کر ابوالحسنؑ کو دعائیں دینے لگا۔ اس کے ساتھی اس سے جھگڑتے رہے۔ مگر یہ شخص اپنی بات کو دہراتا رہا۔

ابوالحسنؑ اپنے گھر آئے تو اپنے اصحاب سے جنھوں نے اس شخص کے قتل کا مشورہ دیا تھا کہا کہ تم نے دیکھا کہ کس طرح میں نے اس کی حالت کی اصلاح کر دی اور خود اس کے شر سے بچ گیا۔[۱]

۱۸۔ آپ اہلِ سواد میں سے ایک بدصورت شخص کے پاس سے گزرے تو اس کو سلام کیا سواری سے اُتر آئے اور دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے پھر اس سے پوچھا کہ کوئی ضرورت ہو تو بتائے تاکہ آپ اس کو پوری کرنے کی کوشش کریں۔

لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اے فرزند رسول اللہؐ آپ اس شخص کے یہاں جاتے ہیں پھر اس سے اس کی احتیاجات کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ اس کے برعکس ہونا چاہیے کہ وہ آپ کے پاس آئے اور اپنی ضرورت بیان کرے۔

---

[۱] کشف الغمہ ۲۴۷ ۔ تاریخ بغداد ۱۲ / ۲۹

آپ نے فرمایا وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے کتاب اللہ کے مطابق بھائی ہے۔ اللہ کے شہروں میں ہمسایہ ہے ہم کو اور اس کو بہترین باپ آدمؑ نے اور سب سے افضل دین اسلام نے یکجا کر دیا ہے۔ شاید زمانہ ایک وقت ہم کو اس کا محتاج کر دے اور اس پر تکبر کرنے کے بعد اس کے سامنے عاجزی کرتا ہوا دیکھے۔

پھر آپ نے فرمایا:

نواصل من لا یستحق وصالنا

مخافۃ ان نبقی بغیر صدیق[1]

ترجمہ: ہم اس سے وصل کرتے ہیں جو وصل و پیوندکاری کا مستحق نہیں۔

اس خوف سے کہ کہیں ہم بے دوست کے نہ رہ جائیں۔

۲۔ ہارون رشید نے حج کیا تو قبر نبیؐ پر زیارت کے لیے آیا۔ اس کے چاروں طرف قریش تھے اور دوسرے قبائل کے سردار بھی تھے وہاں موسیٰؑ بن جعفر بھی تھے۔

جب ہارون رشید قبر رسولؐ پر پہنچا تو کہنے لگا:

السّلام علیک یارسول اللہ یا بن عمی

آپ پر سلام ہو، اے رسول اللہ، اے میرے چچا کے بیٹے

اور یہ کہہ کر اپنے ساتھیوں کی طرف فخر سے دیکھا۔

حضرت موسیٰ بن جعفرؑ بھی قبر کی طرف بڑھے اور عرض کیا:

السلام علیک یا ابہ

اے بابا جان! میرا سلام

ہارون کا چہرہ یہ سن کر متغیر ہوا، کہنے لگا اے ابوالحسنؑ! حقیقت میں فخر کی یہی بات ہے[2]

۳۔ آپ نے ایک ہزار غلام آزاد کیے[3]

---

[1] تحف العقول ۱۰۰

[2] تاریخ بغداد ۳۱/۱۳

[3] حیاۃ موسیٰ بن جعفر ۱/ ۸۹

۵۔ حسن بن علی بن حمزہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے ابوالحسنؑ کو دیکھا کہ وہ زمینوں میں کام کر رہے تھے اور پسینے میں شرابور تھے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، کام کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ فرمایا اے علی! اس شخص نے زمینوں میں کام کیا ہے جو مجھ سے اور میرے باپ سے بہتر تھا۔ میں نے عرض کیا وہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا، رسول اللہ اور امیرالمومنین۔ میرے سب آباؤ اجداد اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے وہ انبیاء، مرسلین اوصیاء اور صالحین کا عمل ہے۔[۱]

۶۔ معتب سے روایت ہے کہ ابوالحسنؑ ہم کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب پھل پک جائے تو ہم اسکو نکال کر فروخت کریں اور مسلمانوں کے لیے روزانہ خریدا کریں۔[۲]

۷۔ یحییٰ بن خالد نے اپنے کسی قابلِ اعتماد آدمی سے آلِ ابوطالب میں سے ایسے شخص کی تفتیش کی جو خوشحال نہ ہو وہ ایسے ضرورت مند شخص کے ذریعے حضرت موسیٰ کاظمؑ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا جو آپ کا قرابت دار بھی ہو۔

اس کو علی بن اسماعیل بن جعفرؑ بن محمدؑ کا نام بتایا گیا۔ یحییٰ بن خالد نے اس کے پاس خوب مال بھیجا۔

حضرت موسیٰ کاظمؑ اس سے صلہ رحمی کرتے اور بعض اوقات اپنے ذاتی معاملات پر بھی اس سے گفتگو کرتے۔ یحییٰ نے خط لکھا کہ اس کو بغداد روانہ کیا جائے۔

حضرت موسیٰؑ کو اندازہ ہوا تو آپ نے اس کو بلا بھیجا۔ پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے کہا کہ بغداد جا رہا ہوں۔ پوچھا وہاں جا کر کیا کرو گے۔ وہ کہنے لگا مجھ پر کچھ قرض ہے۔ اور قرض خواہ مجھ سے اصرار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا تم سے نیکی سے پیش آؤں گا اور احسان کروں گا مگر اس نے آپ کی بات نہیں مانی۔

آپ نے اس سے فرمایا اے میرے بھتیجے! میری اولاد کو یتیم نہ کرو۔ آپ نے اس کے لیے

---

[۱] البحار ۱۱/۲۶۶

[۲] البحار ۱۱/۲۶۷

تین سو دینار اور چار ہزار درہم منگوائے۔ جب وہ آپ کے سامنے سے اُٹھ کر جانے لگا تو ابو الحسنؑ حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگے خدا کی قسم! یہ میرے خون بہانے میں ضرور سعی کرے گا اور میری اولاد کو یتیم کرے گا۔

لوگوں نے عرض کیا خدا ہم کو آپ پر قربان کرے آپ اس کا یہ کردار جانتے ہوئے بھی اسے روپیہ دیتے اور اس سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد نے، انھوں نے اپنے آباؤ اجداد سے رسُول اللہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رحم جب منقطع ہو جائے تو اس کو وصل کیا جائے اور پھر وہ منقطع ہو جائے تو خدا اس کو منقطع کر دیتا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ اس کو وصل کر دوں اس کے بعد کہ اس (بھتیجے) نے قطع کر دیا ہے تاکہ جب وہ قطع کرے تو خدا بھی اس کو قطع کر دے۔

چنانچہ علی بن اسماعیل، یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچ گیا۔ جہاں اس سے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے حالات پوچھے اور ہارون تک پہنچائے۔ اس میں کچھ مبالغہ آرائی سے بھی کام لیا۔

علی کو لے کر ہارون رشید کے پاس گیا جہاں اس کے چچا کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے خوب چغل خوری کی اور بہتان تراشی کی۔

ہارون سے اس نے کہا:

کہ مشرق و مغرب سے حضرت امام جعفرؑ کے پاس اموال لائے جاتے ہیں جس سے انھوں نے ۳۰ ہزار دینار میں "یسیریا" نام کی جاگیر خریدی ہے۔ زمین کے مالک نے وہ سکہ لینے سے انکار کیا جو آپ نے پیش کیا تھا۔ تو پھر آپ نے تیس ہزار وہی مخصوص سکے ادا کیے جو اس نے مانگے تھے۔

ہارون رشید نے علی بن اسماعیل کو اس خبر رسانی کے عوض جس علاقے سے یہ پسند کرے وہاں سے دو لاکھ درہم دیئے جائیں۔ اس نے مشرق کے بعض علاقوں کا انتخاب کیا اس کے کارندے وہاں سے مال وصول کرنے کے لیے گئے اور ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگا

اسی دوران اس کو شدید درد کے ساتھ اسہال شروع ہوئے۔ بیت الخلا گیا تو اس کی انتڑیاں باہر آگئیں اور وہ گر پڑا۔ لوگوں نے پوری کوشش کی کہ انتڑیوں کو واپس شکم میں لوٹا دیں لیکن یہ ممکن نہیں ہوا۔

جب مال اس کے پاس سے وصول ہو کر آیا تو وہ نزع کی حالت میں تھا کہنے لگا اب میں اس مال کا کیا کروں گا۔ میں تو مر رہا ہوں۔

چنانچہ وہ مال ہارون رشید کے خزانے میں جمع کرا دیا گیا اور علی بن اسماعیل کو دنیا اور آخرت دونوں کا خسارا نصیب ہوا۔[1]

---

[1] اعیان الشیعہ ۴ ق ۲ / ۷۰
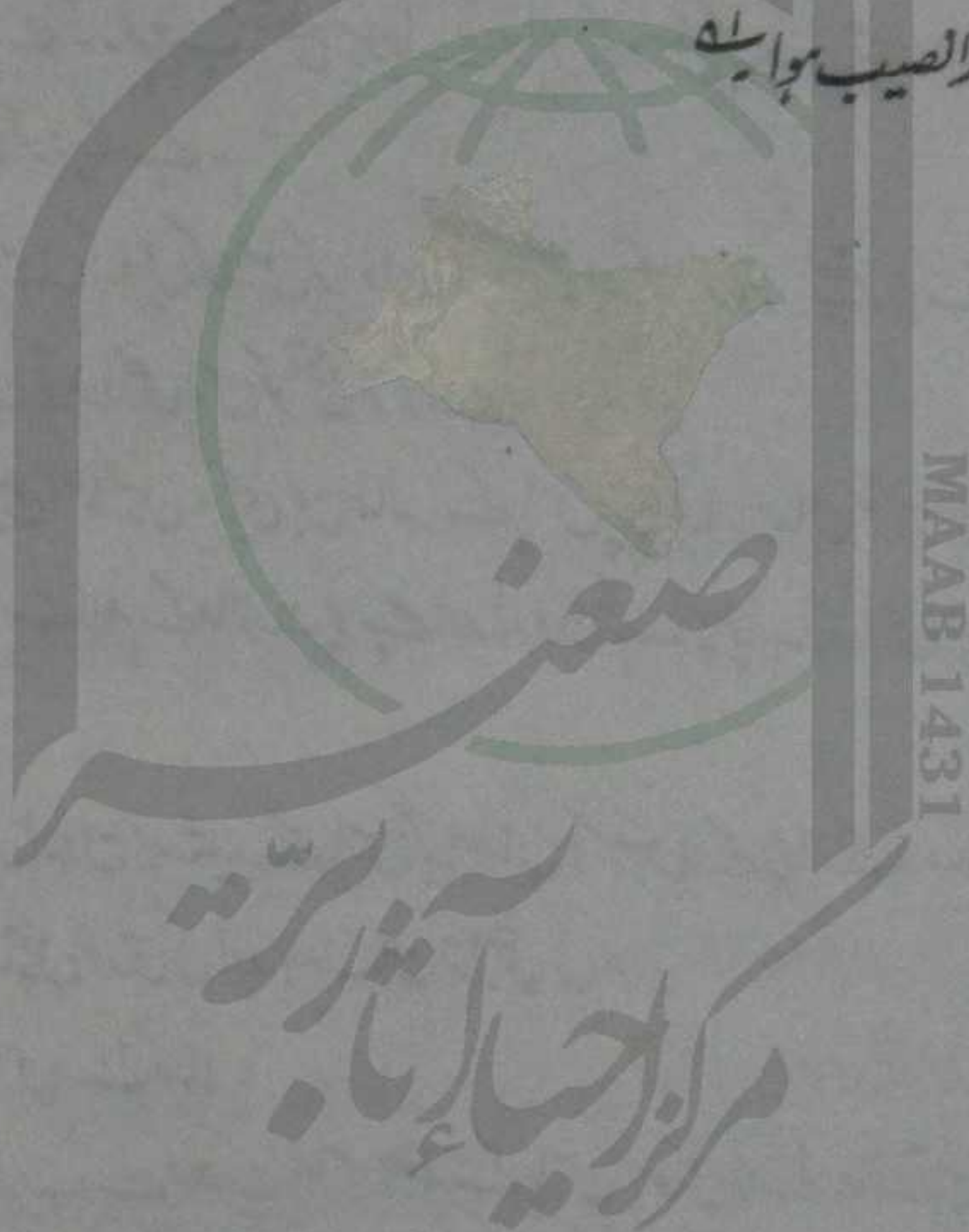
عطیات و صدقات

معاشرے کے تمام طبقات خصوصاً ضعیف اور محروم و مجبور لوگوں پر اپنے فضل و عطیات کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا آئمۂ اہل بیت علیہم السّلام کی خصوصیت میں سے ہے۔ رات کو انکے گھروں پر خورد و نوش اور نقدی لیجا کر پہنچانا ان کا معمول تھا جن کے یہاں یہ سب کچھ پہنچایا جاتے ان کو اس کی خبر نہ ہوتی کہ میرا محسن کون ہے۔

مؤرخین نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی سیرت میں بھی ذکر کیا ہے کہ آپ رات کی تاریکی میں مدینے کے محروم اور مستضعف لوگوں کی دیکھ بھال کرتے اور ان کے پاس سونا، چاندی، آٹا اور کھجوریں پہنچاتے مگر ان کو خبر نہ ہوتی کہ یہ سب کچھ کہاں سے آتا ہے[1]

اس سلسلے کے بعض واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ ابن صباغ مالکی کہتا ہے کہ موسیٰ کاظمؑ اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار، زیادہ عالم، زیادہ سخی و جواد اور زیادہ کریم النفس تھے۔ مدینے کے غریب غربا کی دیکھ بھال کرتے ان کے گھروں پر درہم و دینار اور دوسری ضروریات لے جاتے مگر ان کو پتہ نہیں چلتا کہ یہ چیزیں ان کو کون دے جاتا ہے اس کا علم ان کو آپؑ کی وفات کے بعد ہی ہو سکا[2]

۲۔ خطیب اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ آپ سخی و کریم تھے آپ کو کسی شخص کے متعلق معلوم ہوتا

---

[1] کشف الغمہ ۲۴۷ - اعیان الشیعہ ۴ ق ۳/ ۱۱ - المناقب ۲/ ۲۷۹

[2] الفصول المہمہ ۲۱۹

کہ وہ آپ کو اذیت دیتا ہے تو آپ اس کو ایک ہزار دینار کی تھیلی بھیجتے۔

آپ کی تھیلیاں تین سو دینار، چار سو دینار اور دو سو دینار کی ہوتیں جو آپ مدینے میں تقسیم کرتے موسیٰ بن جعفرؑ کی تھیلیاں ضرب المثل تھیں جن کے پاس آپ کی تھیلی آتی، اس کی محتاجی دُور ہو جاتی اور وہ مستغنی ہو جاتا[1]

۳۔ محمد بن عبداللہ البکری کہتا ہے کہ میں مدینے قرض لینے آیا مگر ناکام رہا، میں نے سوچا کیوں نہ ابوالحسن موسیٰؑ کے پاس چلوں اور ان سے اپنی ضرورت بیان کروں چنانچہ میں آپکی ایک جاگیر میں آیا اور ان سے سارا معاملہ بیان کیا۔ آپ گھر میں گئے اور کچھ ہی دیر میں باہر آئے غلام سے فرمایا جاؤ پھر مجھے ایک تھیلی اٹھا کر دی جس میں تین سو دینار تھے پھر آپ اندر چلے گئے میں بھی اپنی سواری پر واپس آ گیا۔[2]

۴۔ عیسیٰ بن محمد مغیث قرطبی کہتا ہے کہ میں نے جوانیہ کی ایک جگہ ایک کنوئیں کے قریب جس کو "اُم عظام" کہا جاتا تھا تربوز، ککڑی اور کدو کی زراعت کی جب خیر و برکت کا وقت قریب آیا تو ٹڈی دل نے حملہ کیا اور ساری زراعت خاک میں ملا دی۔ میں نے اس کھیتی پر اور آبپاشی کے لیے دو اونٹوں پر ایک سو بیس دینار خرچ کیے تھے۔ اب میں پریشان حال بیٹھا تھا اچانک موسیٰ بن جعفرؑ آتے دکھائی دیئے قریب آئے تو سلام کیا اور میرا حال پوچھا میں نے جواب میں کہا کہ ٹڈی دل کے اس حملے نے مجھے فقیر اور مسکین بنا ڈالا ہے۔ میری ساری کھیتی باڑی کھا گئی ہیں آپ نے دریافت کیا کہ تیرا اس پر کتنا خرچ آیا تھا میں نے عرض کیا دو اونٹوں کو ملا کر ایک سو بیس دینار۔

آپ نے فرمایا اے عرفہ! ابوالمغیث کے لیے ایک سو پچاس دینار گنو۔ تمھارا منافع اس میں تیس دینار اور دو اونٹ ہوئے۔

میں نے عرض کیا اے بابرکت ہستی! آپ اس کھیت میں تشریف لے چلیں اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کی، آپ نے فرمایا:

---

[1] تاریخ بغداد ۱۳/ ۲۸

[2] کشف الغمہ ۲۴۷۔ اعیان الشیعہ ۴ ق ۳/ ۴۲۔ تاریخ بغداد ۱۳/ ۲۸

تمسکوا ببقایا المصائب
باقی ماندہ مصائب سے تمسک کرو!

میں نے ان دو اونٹوں کو اس کھیت پر لگا دیا اور اس کو خوب سیراب کیا خدا نے اس میں برکت دی۔ اس میں خوب بہ افراط غلہ اگا جو میں نے دس ہزار میں فروخت کیا[1]

۵۔ آپ سو دینار سے لے کر تین سو دینار تک صلہ رحمی فرماتے[2]

۶۔ آپ کی خدمت میں ایک غریب آدمی آیا اور اس نے سوال کیا۔ آپ نے اس کو ایک ہزار دینار دیا[3]

۷۔ ایک حبشی غلام نے ایک قسم کا حلوہ اور لکڑی کا ایک گٹھہ آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا۔ آپ نے وہ غلام اس جاگیر کے ساتھ جس میں وہ کام کرتا تھا اس کے مالک سے خرید لیا اس غلام کو آزاد کیا اور وہ جاگیر اس کو بخش دی[4]

---

[1] اعیان الشیعہ ۴ ق ۲/۴۴ کشف الغمہ ۲۴۳۔ تاریخ بغداد ۲۹/۲۲

[2] المناقب ۲/۳۷۹

[3] حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر ۱/۹۶

[4] تاریخ بغداد ۲۰/۱۲

آپؑ کی وصیّتیں

حدیث اور حالاتِ زندگی کی کتابوں میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اپنی اولاد اور بعض شیعوں کے لیے بہت سی وصیتیں موجود ہیں۔ یہ نفیس ترین میراث اسلامی ہیں جو ہمیشہ تازہ رہیں گی۔ ان میں اخلاق، مواعظ و آداب اور مختلف قسم کے معارف درج ہیں جن کے آج کے زمانے میں مسلمان بے انتہا ضرورتمند ہیں ان کے ذریعے اور ان ہدایات کی رہبری میں مسلمان اپنا عظیم ماضی لوٹا سکتے ہیں اور اپنی عظمت بحال کر سکتے ہیں۔

یہاں ان کی وصیّتوں میں سے کچھ اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ آپ کی اپنے ایک صاحبزادے کو وصیّت:

اے فرزند! اس سے بچو کہ خدا تم کو اس معصیت میں دیکھے جس سے اس نے تم کو منع کیا ہے اور اس سے بچو کہ خدا تم کو اس اطاعت سے مفقود پائے کہ جس کا اس نے تم کو حکم دیا ہے تم کو جد و جہد اور کوشش کرنا لازمی ہے۔

اللہ کی عبادت اور اس کی اطاعت میں تیرا نفس کوتاہی نہ کرے کیونکہ اللہ کی عبادت جو عبادت کا حق ہے، اس طرح نہیں ہو سکتی۔

مزاح اور تمسخر سے بچو وہ تمھارے ایمان کے نور کو ختم کر دیگا اور تمھاری مروّت میں کمی کر دے گا۔

کبیدہ خاطر ہونے اور سُستی سے بچو۔ یہ دونوں تمھاری دنیا اور آخرت کے حصّے میں رکاوٹ بنیں گے۔[۱]

---

[۱] البحار ۱۷ / ۲۰۳

۲۔ ہشام بن حکم کو عقل واخلاق کے بارے میں وصیت ہے جس کا کچھ حصہ ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

اے ہشام! خداوند تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ اور رسل کو اپنے بندوں کی طرف اس لیے بھیجا کہ وہ اللہ کی معرفت حاصل کریں۔ چنانچہ ان کی دعوت کو بہتر طور سے انھوں نے قبول کیا جن کو اللہ کی زیادہ معرفت تھی۔ اللہ کے امر و حکم کو زیادہ بہتر طریقے سے جاننے والے وہی تھے۔ جن میں عقل وفہم بہتر تھی۔ جو بہتر فہم وعقل رکھتے تھے وہ دنیا اور آخرت میں زیادہ بلند درجہ رکھتے ہیں۔

اے ہشام! کوئی بندہ ایسا نہیں جس کی پیشانی ایک فرشتہ نہ پکڑے رہتا ہو وہ بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ اس کو بلند کرتا ہے اور وہ بندہ جب اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے تو خدا اس کو پست کر دیتا ہے۔

اے ہشام! لوگوں پر اللہ کی طرف سے دو حجتیں ہیں۔ ایک حجت ظاہری اور ایک حجت باطنی

حجت ظاہری: رسول، انبیاء اور آئمہ علیہم السلام ہیں۔

حجت باطنی: عقول ہیں۔

اے ہشام! عاقل وہ ہے جس کو حلال اس کے شکر سے مشغول نہیں رکھتا اور حرام اس کے صبر پر غالب نہیں آتا۔

اے ہشام! جو شخص تین چیزوں کو تین پر مسلط کردے گویا اس نے اپنی عقل کو ماؤف کرنے میں اپنی خواہش کی مدد کی ہے۔

الف: جس نے اپنی طویل امید باندھ کر اپنے تفکّر کی روشنی کو بجھا دیا ہو۔

ب: اپنی فضول گفتگو سے اپنی حکمت کی عمدہ باتوں کو محو کر دیا ہو۔

ج: جس نے اپنی شہواتِ نفسی سے اپنی عبرت کے نور کو بجھا دیا ہو۔

ایسے شخص نے اپنی عقل کو ماؤف کرنے میں اپنی خواہش کی اعانت کی ہے جو اپنی عقل ماؤف کردے اس نے اپنے دین ودنیا دونوں خراب کر لیے۔

اے ہشام! اللہ کے یہاں تمھارا عمل کس طرح پاکیزہ شمار ہوگا جب تم نے اپنی عقل کو اپنے پروردگار کے حکم سے مشغول کر رکھا ہے اور تم نے اپنی عقل پر غالب آنے کے لیے اپنی

خواہش کی اطاعت کی ہے۔

اے ہشام! تنہائی پر صبر کرنا عقل کی قوت کی علامت ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ کو پہچانتا ہے اور اس کا تعقل رکھتا ہے وہ اہلِ دنیا اور اس سے رغبت رکھنے والے سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے اور ان چیزوں سے رغبت رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

اللہ وحشت میں اس کا انیس، تنہائی میں اس کا ساتھی، فقر و فاقہ میں اس کی تونگری ہوتا ہے اور قبیلے کے بغیر اس کو عزت بخشتا ہے۔

اے ہشام! حق کو اللہ کی اطاعت کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اطاعت کے بغیر نجات نہیں۔ اطاعت علم کے ساتھ ہے۔ علم تعلّم کے ساتھ ہے۔ تعلّم عقل کے ساتھ ہے۔ علم ہی سے اعتقاد ہوتا ہے، علم حاصل نہیں ہو سکتا بجز عالم ربانی سے۔ عالم کی پہچان عقل کے ذریعے ہوتی ہے۔

اے ہشام! عاقل سے تھوڑا عمل بھی مقبول اور کئی گنا ہے۔ (اس کے برعکس) اہلِ ہویٰ اور اہلِ جہالت کا زیادہ عمل بھی مردود ہے۔

اے ہشام! عاقل حکمت کی وجہ سے تھوڑی سی دنیا پر بھی راضی ہو جاتا ہے، مگر دنیا کے ساتھ تھوڑی سی حکمت پر راضی نہیں ہوتا۔ اسی لیے کہ یہ تجارت نفع بخش نہیں۔

اے ہشام! اگر تم کو جو کچھ تمھارے لیے کافی ہے وہ تم کو تونگر اور غنی کر سکتا ہے تو دنیا میں کم سے کم تمھارے لیے کافی ہے۔ اگر جو تمھارے لیے کافی ہے وہ تم کو غنی نہیں کر سکتا تو پھر دنیا کی کوئی چیز بھی تم کو غنی اور تونگر نہیں کر سکتی۔

اے ہشام! عقلاء نے تو دنیا کی زیادتی کو چھوڑ دیا تو کس طرح گناہ کو (نہیں چھوڑیں گے)۔ جب کہ دنیا کو ترک کرنا فضیلت ہے اور گناہوں کو ترک کرنا فرض اور واجب ہے۔

اے ہشام! عقلاء نے دنیا میں زہد اختیار کیا ہے اور آخرت کی طرف جھکے ہیں کیوں کہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی۔ اسی طرح آخرت طالب

بھی ہے اور مطلوب بھی۔

جب وہ آخرت کو طلب کرتا ہے تو دنیا اس کو طلب کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے اپنا سارا رزق پورا کر لیتا ہے۔ جو دنیا کو طلب کرے تو اس کو آخرت طلب کرتی ہے اور اس کی موت آجاتی ہے۔ جو اس کی دنیا اور آخرت دونوں کو ناقص اور خراب کر دیتی ہے۔

اے ہشام! جو شخص مال کے بغیر تونگری چاہتا ہے۔ حسد سے دل کو راحت و سکون چاہتا ہے اور دین میں سلامتی چاہتا ہے تو وہ اللہ سے تضرع اور زاری سے سوال کرے کہ وہ اسکی عقل کو کامل کر دے۔

چنانچہ جو عقل رکھتا ہے وہ اس پر قناعت کرتا ہے جو اس کے لیے کافی ہے اور اسی سے تونگری اور غنیٰ حاصل کر لیتا ہے۔ مگر جو اتنے پر قناعت نہ کرے جو اس کے لیے کافی ہے تو وہ شخص غنیٰ اور تونگری کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔

اے ہشام! اللہ عزوجل نے ایک صالح قوم کی حکایت بیان کی ہے۔ جنھوں نے کہا کہ

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دینا، بعد اس کے کہ تو ہماری ہدایت کر چکا ہے۔ اپنی طرف سے ہم کو رحمت کا ہبہ کر بیشک تو ہبہ کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

یعنی اس قوم کو معلوم ہوا کہ دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور اپنی نابینائی اور ہلاکت کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔

جو اللہ کی معرفت اور اس کا تعقل نہیں رکھتا وہ اللہ کا خوف نہیں رکھتا۔ اس کا دل ثابت معرفت پر نہیں بندھ سکتا۔ نہ اس سے جڑ سکتا ہے کہ جس کو وہ دیکھ سکے اور جس حقیقت کا اپنے دل میں وجدان بھی ہو۔

وہی شخص ایسا ہو سکتا ہے جس کا قول اس سے فعل کی تصدیق کرے۔ اس کا ستر

(راز) اور باطن اس کے ظاہر اور اعلانیہ کے مطابق ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عقل سے انسان کے باطن اور مخفی پر دلیل نہیں بناتا بلکہ اس کے ظاہر کو اور عقل کے ذریعے نطق کرنے والے کو۔

اے ہشام! امیر المومنین علیہ السلام کہا کرتے تھے کہ:

اللہ کی عبادت عقل سے افضل کسی چیز سے نہیں کی گئی۔ کسی شخص کی عقل اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک اس میں مختلف خصلتیں اور عاداتِ حسنہ نہ پائی جائیں ——— کفر، شر اور برائی اس سے مامون ہو۔ اور رشد و ہدایت اور خیر اور اچھائی کی اس سے امید ہو۔ جو اس کے مال سے بچ جائے وہ خرچ ہو، اس کی فضول بات رکی ہوئی ہو، دنیا میں اس کا حصہ قوت لایموت ہو، عمر بھر وہ علم سے سیر نہ ہو اللہ کے ساتھ ذلت اس کو اللہ کے غیر کے ساتھ عزت سے زیادہ محبوب ہو۔ شرف اور بڑائی سے تواضع اور انکسار اس کے نزدیک زیادہ محبوب ہو...... الخ[1]

۲۔ ایک شیعہ کو آپ کی وصیت:

اللہ سے ڈرو اور حق بات کیا کرو، خواہ اس میں تمھاری ہلاکت ہو کیونکہ اسی میں تمھاری نجات ہے۔ اللہ سے ڈرو اور باطل کو چھوڑ دو جس میں تمھاری ہلاکت ہے[2]

۴۔ آپ کی وصیت:۔

جو وہ چاہتے ہیں ان کو دے کر حلال میں سے اپنے نفسوں کے لیے (دنیا میں سے) ایک حصہ قرار دو ایسا جس سے مروت میں رخنہ نہ پڑے اور اسراف بھی نہ ہو۔ اس سے دین کے کاموں میں مدد لو کیونکہ روایت میں ہے کہ ہم میں سے نہیں جو اپنی دنیا کو اپنے دین کے لیے چھوڑ دے یا اپنے دین کو اپنی دنیا کے لیے چھوڑ دے[3]

۵۔ اپنے ایک فرزند کو وصیت:

---

[1] تحف العقول ۹۴

[2] تحف العقول ۹۹

[3] موسوعۃ العتبات المقدسۃ ۲۱۷

مزاح کرنے سے بچو، کیونکہ یہ تمھارے ایمان کے نور کو کم کر دے گا اور تمھاری مروت میں کمی کا باعث بنے گا۔[1]

۶۔ آپ کی ایک وصیت:

دین میں غور و خوض کرو کیونکہ فقہ اور دین کا فہم ہی بصیرت کی کلید ہے۔ یہی فہم عبادت کی تکمیل، بلند درجات اور مقامات اور دنیا اور آخرت کے مراتب جلیلہ کا سبب بنتا ہے۔ فقیہ اور علمِ دین کے حامل کو عبادت کرنے والے (عابد) پر اتنی فضیلت ہے جتنی سورج کی فضیلت ستاروں پر ہے۔

جو دین کا فہم نہیں رکھتا خدا اس کے کسی عمل پر راضی نہیں ہوتا۔[2]

---

[1] حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر ۱/۱۹۳

[2] البحار ۱۷/۲۰۳

آپؑ کے چند خطوط

امامؑ کی سیرت کے سارے پہلو ہمارے لیے اعلیٰ مثال بھی ہیں ان سے ہم کو تعلیماتِ اسلامی میں مدد بھی ملتی ہے اور ہم اپنی عملی زندگی کے لیے فائدہ مند درس بھی حاصل کرتے ہیں۔

یہاں ہم امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے بعض خطوط پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ آپؑ نے اپنے شیعوں کو بھیجے تھے۔ اور کچھ اپنے دشمنوں کو۔ مگر یہ سب ہی تعلیمات اور نصیحتوں کا خزانہ ہیں۔

۱۔ آپ کا خط "رَے" کے گورنر کو کسی شخص کو ٹیکس سے معاف رکھنے کے سلسلے میں:

جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک سایہ ہے جس میں صرف وہی ٹھہر سکے گا جس نے اپنے بھائی سے کوئی نیکی کی ہوگی۔ یا اس سے کوئی مصیبت دُور کی ہوگی یا اس کے دل کو خوش اور مسرور کیا ہوگا۔ اور یہ شخص تیرا بھائی ہے۔

والسّلام

چنانچہ اس افسر نے اس شخص کا مالیہ معاف کردیا اور اس سے اپنا مال آدھا آدھا کرکے تقسیم کیا۔[1]

۲۔ ہارون رشید نے خط لکھا کہ آپؑ اس کو مختصر الفاظ میں نصیحت کریں۔ اس کے جواب میں آپ نے لکھا:۔

---

[1] حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفرؑ ۱/۱۰۳

کسی چیز کو تو نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا مگر یہ کہ اس میں موعظہ اور نصیحت ہے۔[۱]

۲۔ آپ نے قید خانے سے علی بن سوید کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ العلی العظیم

اسی کی عظمت اور نور سے مومنین کے دلوں میں بصیرت آئی۔ اس کی عظمت و نور کی وجہ سے جاہلوں نے اس کی مخالفت کی اس کی عظمت کی بنا پر آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں نے اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کیا، مختلف اعمال اور مختلف مذاہب کے ذریعے، چنانچہ کوئی مصیب اور راستباز ہے اور کوئی خطاکار ہے کوئی ہدایت یافتہ ہے اور کوئی گمراہ۔ کوئی سننے والا ہے اور کوئی بہرا ہے، کوئی اندھا ہے اور کوئی بینا۔ اور کوئی حیران و پریشان ہے۔

پس حمد ہے اس اللہ کے لیے جو پہچانا گیا اور اس نے اپنا دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف موڑ دیا۔

اما بعد تو ایک شخص ایسا ہے کہ خدا نے تجھے آلِ محمدؐ کے یہاں ایک مخصوص قدر و منزلت دی ہے اس مودّت کی وجہ سے جس سے تیری رشد و ہدایت کا تجھ کو الہام کیا ہے اور ان ہی کے فضل کی وجہ سے تجھ کو تیرے دین کے معاملے میں بابصیرت، تمام امور اُن کے پاس لے جانے والا اور جو کچھ وہ کہیں اس پر راضی رہنے والا بنایا ہے۔

ہر اس شخص کو، جس سے تجھ کو قبول کرنے کی امید ہو، اپنے پروردگار کے راستے پر دعوت دیدے۔ ریا اور دکھاوے کے قلعہ میں بند نہ ہو جا۔ آلِ محمدؐ سے محبت رکھ۔

جو کچھ ہماری طرف سے تجھ کو پہنچے یا ہماری طرف منسوب ہو اس کے بارے میں یہ نہ کہنا کہ یہ باطل ہے۔ خواہ کوئی دوسرا راستہ نہ ہو۔ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ ہم نے وہ بات کیوں کہی، اور کیوں بیان کی ہے۔

جس چیز کی میں تجھے خبر دوں، اس پر ایمان رکھ اور اس چیز کی جستجو نہ کر جس کو ہم نے تجھ سے پوشیدہ رکھا ہے۔

میں تجھے یہ خبر دے رہا ہوں کہ تیرے بھائی کے واجب حقوق میں سے یہ ہے کہ اس سے اس چیز کو نہ چھپانا جو اس کے لیے نفع بخش ہو۔ خواہ وہ اس کی دنیا کے معاملے میں ہو یا اس کی

آخرت کے معاملے میں (سود مند ہو) ؎۱

۴۔ ہارون رشید کے نام آپ کا قید خانے سے خط:

مجھ سے بلا اور مصیبت کا کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ اسی کے ساتھ ساتھ تیرا آرام اور خوشحالی کا دن گزرتا ہے یہاں تک کہ ہم سب ایک ایسے دن کی طرف جائینگے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ وہاں باطل کام کرنے والے خسارے اور نقصان میں ہوں گے ؎۲

؎۱ البحار ۲۰۵/۱۷

؎۲ الفصول المہمہ ۲۲۷

حکیمانہ کلمات

آئمہ اہل بیت علیہم السّلام نے اپنی ان احادیث سے جو انسان کو اللہ کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور اپنی نفع بخش تعلیمات اور حکمت عالی سے دنیا کو پُر کر دیا۔

انھوں نے اُمّت کو خیر اور فلاح کی طرف متوجہ کرنے، اسلام کی نشر و اشاعت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے فرصت کو غنیمت سمجھا۔ اللہ کی طرف ہر راستہ سے متوسل ہوئے۔ انھوں نے تعلیم و تعلّم کے میدان میں درس دینے، خطبے پڑھنے اور وصیتیں کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے معاشرے کے افراد کو اپنی قیمتی توجیہات اور حکیمانہ کلمات سے بھی نوازا ہے۔ جن میں بہت گہرے معانی سموئے ہیں۔ یہ خیر، اخلاق اور نصیحتوں کے پہلو کو لیے ہوئے ہے۔ ان میں سے ہر ایک حکیمانہ قول کی تفصیل بیان کی جائے تو اپنی جگہ ایک مستقل کتاب بن جائے۔

یہاں امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کے کچھ حکیمانہ اقوال نقل کیے جاتے ہیں:۔

۱۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمام لوگوں کے علم کو چار چیزوں میں پایا:۔

اوّلؔ یہ کہ تم اپنے پروردگار کو پہچانو

دوئمؔ تم یہ پہچانو کہ اس نے تمھارے ساتھ کیا احسانات کیے ہیں۔

سوئمؔ تم پہچانو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔

چہارمؔ تم پہچانو کہ کیا چیزیں تم کو دین سے خارج کر دیتی ہیں۔

۲۔ ایک قبر پر آئے تو فرمایا:۔

بیشک وہ چیز جس کا انجام اور آخر یہ ہو وہ اس لائق ہے کہ اس کے اوّل اور آغاز میں زُہد

اور دوری اختیار کی جائے۔ اور وہ چیز جس کی ابتداء یہ ہے اس لائق ہے کہ اس کے آخر سے خوف کیا جائے اور ڈرا جائے۔

اچھی ہمسائگی صرف یہ نہیں کہ ہمسایے کو اذیت اور تکلیف نہ پہنچائی جائے بلکہ یہ اذیت اور تکلیف پر صبر کرنا ہے۔

۴۔ کوشش کرو کہ تم اپنے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کرو:۔

ایک ساعت اللہ کے ساتھ مناجات کے لیے

ایک ساعت امر معاش کے لیے

ایک ساعت بھائیوں اور قابل لوگوں سے معاشرت اور ملنے جلنے کے لیے، جو تمھارے عیوب تم کو بتائیں اور حقیقت میں تمھارے مخلص ہوں۔

ایک ساعت تمھاری غیر حرام لذتوں کے لیے ہو اور اس ساعت کے ساتھ تم باقی تین اوقات پر قدرت حاصل کر سکو گے۔

۵۔ علی بن یقطین سے فرمایا: بادشاہ اور حکومت کے لیے کام کرنے کا کفارہ بھائیوں سے احسان اور نیکی کرنا ہے۔

۶۔ آپ نے فرمایا قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا کہ جس کا اللہ پر کوئی اجر ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ صرف وہ کھڑا ہو سکے گا جس نے لوگوں کو معاف کیا ہو گا۔ اور ان کی اصلاح کی ہو گی اس کا اجر اللہ پر ہے[۱]۔

۷۔ تم وہ نہ ہو جس کی اپنی کوئی رائے نہ ہو اور تم کہو کہ میں لوگوں کے ساتھ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صرف دو راستے ہیں

ایک خیر کا اور دوسرا شر کا راستہ۔ خیر اور بھلائی کے راستے کے مقابلے میں تم کو شر اور برائی کا راستہ زیادہ پسند نہیں ہونا چاہیے۔

۸۔ جس کے دونوں دن برابر ہوں وہ خسارے میں ہے جس کا دو میں سے آخری دن

---

[۱] اعیان الشیعہ ۴ ق ۳/ ۵۷ تا ۶۰

خراب ہو وہ ملعون ہے۔

جو اپنے نفس میں زیادتی کو نہ پہچانے وہ نقصان میں ہے۔ جو نقصان اٹھا رہا ہو اس کیلیے زندگی سے موت بہتر ہے [۵۱]

۹۔ جو شخص خدا کا فہم اور اس کی معرفت رکھتا ہو اس کو خدا کو اس کے رزق میں تاخیر کرنے والا نہیں سمجھنا چاہیے اور اس کی قضا اور فیصلے کا بُرا نہیں ماننا چاہیے۔

۱۰۔ اس سے بچو کہ تم اطاعتِ خدا سے منع کرو اور اس سے دگنا خدا کی نافرمانی میں خرچ کرو۔

۱۱۔ اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان حشمت اور وقار کو بالکل ختم نہ ہونے دو۔ اس کا ختم ہونا دراصل حیا اور شرم کا ختم ہونا ہے۔

۱۲۔ سخی جس کا اخلاق اچھا ہو اللہ کی رحمت کے سایے میں ہے خدا اس کے ساتھ ہے جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرلے۔ خدا نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر وہ سخی ضرور تھا۔

سخاوت اور حسنِ خلق کے بارے میں میرے والد مجھے ہمیشہ وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

۱۳۔ آپ نے فرمایا تمھارا کسی ضعیف اور کمزور کی مدد کرنا افضل ترین صدقہ ہے۔ [۵۲]

۱۴۔ زیادہ اچھائی کرنے کو اچھا نہ سمجھو اور تھوڑے گناہوں کو تھوڑا نہ سمجھو۔ تھوڑے گناہ جمع ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ زیادہ ہوجاتے ہیں۔

تنہائی میں بھی خوفِ خدا رکھو تاکہ اپنے نفس سے انصاف کرسکو۔

۱۵۔ دعا کرنا تمھارے لیے ضروری ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور اس کی بارگاہ سے طلب کرنا بلا اور مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ وہ تقدیر اور فیصلے تو کرچکا ہوتا ہے صرف امضا (دستخط) باقی رہتا ہے چنانچہ جب اللہ عزّوجل سے دعا کی جائے اور اس سے سوال کیا جائے تو وہ بلا اور

---

۵۱ المدخل الی موسوعة العتبات المقدسہ ۲۱۶ و ۲۱۷

۵۲ تحف العقول ۹۹، ۱۰۰

مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔[1]

اللہ کی نعمتوں کے بارے میں گفتگو اور ان کا ذکر شکر ہے اس کو ترک کرنا کفرانِ نعمت ہے اپنے پروردگار کی نعمتوں کو شکر کے ذریعے محکم کر لو۔ اپنے مال کی زکوٰۃ کے ذریعے اور بلا اور مصیبت کو دعا کے ذریعے دُور کر دو۔ دعا ایک نجات دینے والی ڈھال ہے وہ اس بلا کو بھی رد کر دیتی ہے جو محکم ہو چکی ہوتی ہے۔[2]

۱۷۔ جو اللہ کے بارے میں گفتگو کرے وہ ہلاک ہوا، جو ریاست کا طالب ہے وہ ہلاک ہوا۔ جس میں عجب پیدا ہوا اور وہ اپنے آپ پر اترانے لگا وہ ہلاک ہوا۔

۱۸۔ دنیا اور دین کے حصول کی کوششیں تیز تر ہو گئی ہیں۔

دنیا کے حاصل کرنے کی کیفیت یہ ہے کہ تم جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاؤ گے تو تم کو پتہ چلے گا کہ ایک فاسق و فاجر پہلے ہی اس کی طرف تم سے سبقت کر چکا ہے۔

آخرت کے حصول کی صورت یہ ہے کہ تم کو دوست اور مددگار نہیں ملیں گے۔ جو آخرت کے حصول میں تمھارے ساتھ تعاون کریں۔

۱۹۔ نیکی ایک بیڑی اور طوق ہے جس کو صرف مکافات کے ذریعے ہٹایا جا سکتا ہے نیکی کا نیکی سے بدلا یا شکر۔

۲۰۔ اگر اجل ظاہر ہو جائے تو امیدیں رسوا ہو جائیں۔

۲۱۔ جس کو فقر نے پیدا کیا ہو اس کو غنیٰ اور تونگری سرکش اور متکبّر بنا دے گی۔

۲۲۔ جو شخص برائی کی تکلیف نہ محسوس کرے تو اس کے یہاں احسان اور نیکی کرنے کا کوئی موقع نہیں۔

۲۳۔ آدمی ایک دوسرے کو بُرا بھلا نہیں کہتے مگر یہ کہ ان میں سے بلند تر مرتبے والا پست تر مرتبے کی طرف گر جاتا ہے۔[3]

---

[1] حیات الامام موسیٰ بن جعفر ۲/ ۱۹۳، ۱۹۴

[2] البحار ۱۱/ ۲۷۷

[3] الدرۃ الباہرۃ

۲۴۔ تیرے لیے اعلیٰ اور زیادہ مستحق علم وہ ہے جس کے بغیر تیرے عمل کی اصلاح نہ ہو سکے۔ تجھ پر زیادہ واجب عمل وہ ہے جس پر عمل کرنے کا تجھ سے سوال کیا جائے گا تیرے لیے لازمی علم وہ ہے جو تیرے دل کی درستگی کی طرف تیری رہبری کرے اور اس کی خرابی اور فساد کو تیرے سامنے ظاہر کر دے۔ انجام کے لحاظ سے زیادہ قابلِ تعریف وہ علم ہے جو تیرے فوری علم میں اضافہ کرے چنانچہ اس علم میں مشغول نہ ہو جس کی جہالت تیرے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ اور اس علم سے غافل نہ ہو جس کا ترک کرنا تیری جہالت میں اضافے کا باعث ہو۔[۱]

۲۵۔ صبر کرنے والے کے لیے ایک ہی مصیبت ہوتی ہے۔ جزع فزع اور فریاد کرنے والے کے لیے کئی ہوتی ہیں۔

۲۶۔ ظلم وجور کی شدت کو وہی جانتا ہے جس کے خلاف حکم کیا گیا ہے۔[۲]

۱۔ البحار ۱۷/۲۰۶

۲۔ الانوار البھیہ ۹۱

آپؑ کے بعض جوابات

یہاں ہم امام کے بعض ان جوابات کو پیش کرتے ہیں جو آپ نے مختلف اوقات میں سوال کرنے والوں کو دیئے۔ یہ سوالات مختلف مسائل میں ہیں یہ کبھی عقائد کے بارے میں کیے گئے ہیں، کبھی فقہ کے سلسلے میں اور کبھی اخلاق سے متعلق ہیں۔

سوال کی طرح سوال کرنے والے بھی مختلف ہیں۔ کبھی سرکش بادشاہ ہیں، کبھی عناد رکھنے والے دشمن۔ کبھی ایسا شخص سوال کرتا ہے جو سمجھنا چاہتا ہے مگر یہ سب ہی امام کے جوابات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔

وہ جوابات یہ ہیں:

۱۔ ابوحنیفہ، مسلمانوں کے مشہور مکتبۂ فکر کے امام کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ جعفر صادقؑ کے زمانے میں حج کیا۔ جب مدینے آیا تو آنجناب کے گھر گیا اور وہاں ان کی اجازت کے انتظار میں دہلیز پر بیٹھ گیا۔

ایک بچہ گھر سے نکلا تو میں نے کہا اے بچے! یہ مسافر تمھارے شہر میں رفع حاجت کہاں کرے انھوں نے جواب دیا تمھارے طریقہ پر۔ یہ کہا اور دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے کہ نہروں کے کنارے، پھلوں کے گرنے کی جگہ، مسجدوں کے سامنے کے میدانوں، وسیع راستوں اور شارع عام سے بچ کر دیوار کے پیچھے چھپ کر بیٹھو۔ اپنے کپڑے کو اٹھاؤ۔ قبلہ کی طرف رُخ یا پُشت نہ کرو۔ پھر جہاں چاہو رفع حاجت کرو۔

جو کچھ میں نے اس بچّے سے سنا مجھے بہت تعجب ہوا۔ میں نے ان سے ان کا نام پوچھا

تو فرمایا میں موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ ہوں۔

میں نے ان سے سوال کیا کہ اے لڑکے گناہ کس کی طرف سے ہے؟

فرمایا: برائیاں تین میں سے کسی ایک صورت میں ممکن ہیں۔

یا تو اللہ کی طرف سے ہیں اور انسان کی طرف سے نہیں تو پروردگار کو بندے کو اس چیز پر عذاب نہیں کرنا چاہیے جس کا وہ مرتکب ہی نہیں ہوا۔

یا پھر پروردگار اور بندے دونوں کی طرف سے ہیں ایسا نہیں کیونکہ قوی شریک کو کمزور شریک پر ظلم نہیں کرنا چاہیے۔

یا پھر بندے کی طرف سے ہیں اور حقیقت میں بندے ہی کی طرف سے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ معاف کرے تو اس کا کرم ہے اور اگر عذاب دے تو وہ بندے کے گناہ اور جرم کی وجہ سے ہے۔

ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں ابو عبداللہ جعفرؑ سے ملاقات کیے بغیر آگیا۔ اس بچے سے جو کچھ سنا اسی سے میں مستغنی ہو گیا۔[1]

۲۔ آپ سے ہارون رشید نے پوچھا کہ آپ حضرات نے عوام و خاص کے لیے یہ کیوں جائز قرار دیا ہے کہ وہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کریں اور آپ کو یا ابن رسول اللہ (رسول اللہؐ کے بیٹے) کہہ کر مخاطب کریں جب کہ آپ حضرت علیؑ کی اولاد ہیں۔ لوگ اپنے باپ سے منسوب ہوتے ہیں فاطمہؑ تو ایک ظرف کی حیثیت رکھتی ہیں اور نبی کریمؐ آپ کے نانا ہیں۔

آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کے امیر! اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت قبر سے اٹھیں اور تجھ سے تیری بیٹی کا رشتہ مانگیں تو کیا تو آپؐ کے اس پیغام کو قبول کرے گا؟

ہارون رشید کہنے لگا سبحان اللہ میں کیوں نہیں قبول کروں گا۔ بلکہ میں دنیائے عرب و عجم پر فخر کروں گا کہ یہ بات میری عزت افزائی کا سبب بنی۔

آپ نے فرمایا مگر آنحضرتؐ مجھ سے خواستگاری نہیں کر سکتے اور نہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ

---

[1] اعیان الشیعہ ج ۴ ق ۳ / ۲۸

دے سکتا ہوں۔

ہارون نے پوچھا: کیوں؟

تو آپ نے فرمایا کہ حضورؐ سے میں پیدا ہوا ہوں تو پیدا نہیں ہوا۔

پھر کہنے لگا کہ آپ لوگ اپنے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کس طرح کہتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی اولادِ نرینہ پیچھے نہیں چھوڑی جب کہ ذرّیت تو اولادِ نرینہ سے چلتی ہے اناث سے نہیں۔ آپ لوگ تو ان کی لڑکی کی اولاد ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تجھے قرابت کا اور قبر کا واسطہ دیتا ہوں تو مجھ سے یہ سوال نہ کر۔ کہنے لگا کہ اے اولادِ علیؑ! مجھے خبر ملی ہے کہ اے موسیٰ! آپ ان کے (اولادِ علیؑ کے) سردار اور ان کے امام زمانہ ہیں۔ چنانچہ جب تک آپ مجھے اپنی حجت و دلیل کی خبر نہ دیں میں معاف نہیں کروں گا۔ ہر اس مسئلے میں جس کے بارے میں میں آپ سے سوال کروں، آپ کتاب اللہ سے حجت اور دلیل پیش کریں۔

آپ نے فرمایا تو مجھے جواب کی اجازت ہے؟

کہنے لگا کہ پیش کیجیے۔

آپ نے فرمایا:-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ومن ذریتہ داؤد و سلیمٰن و ایوب و یوسف وموسیٰ وھارون

وکذٰلک نجزی المحسنین وزکریا و یحییٰ وعیسیٰ۔

اے مسلمانوں کے امیر! حضرت عیسیٰ کے باپ کون ہیں؟ تو ہارون نے کہا کہ عیسیٰ کا تو کوئی باپ نہیں۔

آپ نے فرمایا: ہم نے عیسیٰ کو انبیاء کی ذُرّیت اور اولاد سے ملحق کیا ہے، مریم علیہا السلام کے واسطے سے۔ اسی طرح ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی ذُرّیت اور اولاد سے ملحق ہوئے ہیں اپنی ماں فاطمہ علیہا السلام کی طرف سے۔

اے مسلمانوں کے امیر! اور مزید دلیل پیش کروں۔

ہارون کہنے لگا۔ لے آئیے۔

آپ نے فرمایا: اللہ عزّوجل کا ارشاد ہے۔

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين

جو تم سے تمہارے پاس علم آجانے کے بعد کٹھ حجتی کرے تو کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو، تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنے نفسوں کو اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت قرار دیتے ہیں۔

کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ پیغمبرؐ نے نصاریٰ سے مباہلے کے وقت اپنی چادر میں کسی کو داخل نہیں کیا ہو بجز علیؑ بن ابی طالب، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے۔

خدا عزّوجل کے قول "ابناءنا" کی تاویل حسنؑ و حسینؑ ہیں اور "نساءنا" کی فاطمہؑ ہیں اور "انفسنا" کی علیؑ بن ابی طالب ہیں۔[1]

۳۔ ابو حنیفہ کے ساتھی محمد بن حسن نے ہارون رشید کی موجودگی میں مکّے میں ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ سے سوال کیا کہ کیا محرم کے لیے جائز ہے کہ اپنے اوپر محمل کا سایہ کرے تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اختیاری صورت میں جائز نہیں ہے۔

محمد بن حسن پھر کہنے لگا کہ کیا یہ جائز ہے کہ اختیاری صورت میں محمل کے نیچے چلے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ محمد بن حسن یہ سن کر ہنسنے لگا۔

آپ نے فرمایا کیا تو نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنت پر تعجب کرتا ہے اور اس کا استہزا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے احرام میں اپنا سایہ ہٹا دیا تھا اور سایے کے

---

[1] اعیان الشیعہ ج ۴ ق ۳ / ۴۹

پہنچے آپ چلے جب کہ آپؑ محرم تھے۔

اے محمد بن حسن دین کے احکام کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جو شخص ان میں سے بعض کو بعض پر قیاس کرے تو وہ سیدھے راستے سے ہٹ گیا۔

محمد بن حسن خاموش ہو گیا اور اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔[1]

۴۔ کلینی نے کافی میں روایت کی ہے کہ کسی شخص نے ایک کنیز سے ہم بستری کی جس نے ابھی تک ماہواری نہیں دیکھی تھی۔ اس کا خون جاری ہو گیا جو تقریباً دس دن نہ رُکا دائیوں نے اختلاف کیا کہ یہ حیض کا خون ہے یا بکارت کا۔

ابو حنیفہ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو اس نے کہا کہ یہ بہت مشکل امر ہے اس کو وضو کرنا چاہیے اور اس کا شوہر اس کے پاس نہ جائے۔ جب تک وہ پاک نہ ہو جائے۔

خلف بن حماد نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: وہ اپنی شرمگاہ میں روئی داخل کرے۔ اور کچھ دیر رہنے دے پھر روئی آہستہ سے نکالے اگر خون روئی میں طوق کی طرح گرداگرد ہو تو وہ بکارت کا خون ہے اگر روئی میں ڈوب جائے تو وہ حیض کا ہے۔

خلف رو دیا اور کہنے لگا میں آپ پر قربان جاؤں آپ کے علاوہ اتنا اچھا جواب اور کون دے سکتا ہے آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ میں بخدا تجھے خبر نہیں دے رہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔[2]

۵۔ ایک عیسائی راہب نے آپ سے سوال کیا کہ شجر طوبیٰ کی جڑ حضرت عیسیٰ کے گھر میں ہے اور آپ کے عقیدے کے مطابق حضرت محمدؐ کے گھر میں ہے تو پھر اس کی شاخیں ہر گھر میں کس طرح ہیں۔

آپ نے فرمایا: سورج کی روشنی ہر گھر میں پہنچتی ہے جب کہ وہ خود آسمان میں ہے۔

اس راہب نے کہا کہ جنت کے کھانے ختم نہیں ہوں گے جب کہ جنتی ان سے کھاتے رہیں گے

---

[1] الارشاد ۳۱۸

[2] المناقب ۲/۲۷۳

تو استعمال کے بعد بھی اس کی کسی چیز میں کمی نہیں ہوگی آپ نے فرمایا دنیا میں چراغ سے دوسرے چراغ روشن کیے جاتے ہیں مگر اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

راہب کہنے لگا کہ جنت میں سایہ ہر جگہ پھیلا ہوگا۔ فرمایا: سورج کے نکلنے سے پہلے سایہ ہر جگہ پھیلا رہتا ہے۔ خداوندِ عالم کا ارشاد ہے:۔

الم تر الی ربك كيف مدّ الظل

کیا تو اپنے پروردگار کی طرف نہیں دیکھتا کہ اس نے سایے کو کس طرح پھیلایا ہے۔

اس نے کہا کہ جنت میں جتنا بھی کھایا پیا جائے گا مگر پیشاب پاخانہ نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ شکم میں بچے کی ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔

اس نے کہا اہلِ جنت کے خادم ان کے لیے ہر وہ چیز لے آئیں گے جس کی وہ خواہش کریں گے بغیر حکم دیئے۔

آپ نے فرمایا جس وقت انسان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کے اعضاء اور جوارح کو یہ معلوم ہوتا ہے اور وہ اس کی خواہش کو برلاتے ہیں کسی حکم کے بغیر۔

اس نے پوچھا جنت کی چابیاں سونے کی ہیں یا چاندی کی۔ آپ نے فرمایا جنت کی چابی بندے کا زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے۔

راہب کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا وہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ ایمان لے آیا۔[1]

۶۔ آپ سے یقین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ انسان اللہ پر توکّل کرے اور اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کردے، اللہ کی قضاء و فیصلہ پر راضی ہو اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردے۔[2]

۷۔ آپ سے اللہ کے معنی کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ جو ہر چھوٹی بڑی چیز پر کنٹرول اور غلبہ رکھتا ہے۔[3]

---

[1] المناقب ۲/۳۷۴

[2] تحف العقول ۹۹

[3] الامام موسیٰ بن جعفر ۲/۱۳۲ از اصول کافی ۱/۱۱۵

۸۔ آپ سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا، جس نے قسم کھائی تھی کہ میں مال کثیر صدقہ کر دوں گا تو وہ کیا صدقہ کرے۔

آپ نے فرمایا قسم کھانے والا اگر بھیڑ بکریوں کا مالک ہے تو چوراسی بکریاں صدقے میں دے اگر وہ اونٹوں کا مالک ہے تو چوراسی اونٹ صدقہ دے۔ اگر درہم کا مالک ہے تو چوراسی درہم دے اس پر دلیل خداوند تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

ولقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ

اور خدا نے تمھاری بہت سے مواطن اور موقعوں پر مدد کی

ہم نے رسول اللہ ص کے مدد کیے جانے کے موقع شمار کیے تو وہ چوراسی نکلے۔ [۱]

۹۔ آپ سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے ایک میت کی قبر اکھاڑی اور مُردے کا سر کاٹ لیا اور اس کا کفن اتار لیا۔

آپ نے فرمایا چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ اس نے ایک محفوظ جگہ سے کفن چرایا ہے۔ اور سو دینار کا ملزم اس کو قرار دیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے مُردے کا سر کاٹا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مُردہ بچے کے ماں کے شکم میں ہونے کے مثل ہے۔ اس سے پہلے کہ اس میں روح پھونکی جائے [۲]

۱۰۔ آپ سے ابو احمد خراسانی نے سوال کیا کہ کفر پہلے ہے یا شرک، آپ نے فرمایا تجھ کو اس سے کیا کام۔ میں نے تجھے لوگوں سے ایسی باتیں کرتے پہلے نہیں دیکھا۔

ابو احمد کہنے لگا مجھے ہشام بن حکم نے حکم دیا ہے کہ یہ سوال آپ سے کروں۔ آپ نے فرمایا تو اس سے کہو کہ کفر پہلے ہے، سب سے پہلے جس نے کفر اختیار کیا وہ ابلیس ہے۔

ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین

اس نے انکار کیا، تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

کفر ایک ہی چیز ہے، شرک ایک کو ثابت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے غیر کو

---

[۱] البحار ۱۱/۲۵۲

[۲] البحار ۱۱/۲۵۲

شریک کرتا ہے۔[1]

۱۱۔ ہارون رشید کے پاس انصار میں سے ایک شخص نفیع نامی آیا۔ یہ پچھلی روایات سے واقفیت رکھتا تھا۔ یہ ہارون رشید کے دروازے پر آیا۔ اسی کے ساتھ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز بھی پہنچا حضرت موسیٰ بن جعفرؑ بھی اپنی سواری پر تشریف لائے۔ حاجب نے جب آپ کا عزت واحترام سے استقبال کیا جو لوگ وہاں موجود تھے انھوں نے بھی بڑھ کر آپ کی تعظیم و تکریم کی۔ حاجب نے فوراً آپ کے لیے اجازت لی۔

نفیع نے عبدالعزیز سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ اس نے کہا کیا تم نہیں جانتے، یہ آلِ ابو طالبؑ کے بزرگ موسیٰ بن جعفرؑ ہیں۔

نفیع کہنے لگا کہ میں نے ان لوگوں سے زیادہ عجیب کوئی نہیں دیکھا۔ یہ سلوک وہ ایسے شخص سے کرتے ہیں کہ اگر اس کو ان کو تخت سے اتارنے کی قدرت مل جائے تو اتار دے۔ دیکھنا جب یہ باہر آئیں گے تو میں ان سے کیسا سلوک کرتا ہوں۔

عبدالعزیز کہنے لگا کہ ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ ایسے اہلِ بیت ہیں (یعنی ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں) کہ جب بھی کسی نے ان سے خطاب میں گستاخی کی ہے اور ستایا ہے تو یہ جواب میں ایسی بات کہہ دیتے ہیں جس کی عار رہتی دنیا تک باقی رہتی ہے۔

بہرحال جب حضرت موسیٰ باہر تشریف لائے تو نفیع اٹھ کر آگے آیا اور آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر کہنے لگا کہ تم کون ہو؟

آپ نے فرمایا: اے شخص اگر تو نسب کے بارے میں پوچھتا ہے تو میں اللہ کے حبیب محمد بن اسمٰعیل ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہؑ کا فرزند ہوں۔

اگر تو شہر کے متعلق سوال کرتا ہے تو وہ وہی شہر ہے کہ جس کی طرف اللہ عزوجل نے حج کیلیے جانا تمام مسلمانوں پر اور تجھ پر اگر تو ان میں سے ہے، فرض کیا ہے۔

اگر تو فخر و مباہات چاہتا ہے تو بخدا میری قوم کے مشرک راضی نہیں ہوئے کہ تیری قوم کے

---

[1] البحار ۱۷ / ۲۰۳

مشرک ان کے کفو اور ہم پلہ قرار پائیں۔ حتیٰ کہ انھوں نے کہا کہ اے محمدؐ! قریش میں سے ہمارے کفو اور ہم پلہ افراد کو میدان میں نکالیں، سواری کا راستہ چھوڑ دے۔ اس نے سواری کی باگ چھوڑ دی۔ اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور ذلیل ورسوا خاموش کھڑا تھا۔ عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا[۵۱]

۱۲۔ فضل بن ربیع سے روایت ہے کہ ہارون رشید حج کو گیا اور طواف شروع کیا۔ باقی مسلمانوں کو طواف سے روک دیا گیا کہ تنہا باآسانی طواف کر سکے۔ اسی دوران بیت اللہ میں ایک اعرابی آیا اور اس نے بھی طواف شروع کر دیا۔ حاجب اور محافظ نے کہا کہ اے شخص خلیفہ کے سامنے سے ہٹ جا۔ اعرابی نے اس کو جھڑک دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ سب کو برابر قرار دیا ہے اور کہا

سواء العاکف فیہ والباد

یعنی اس میں ٹھہرا ہوا اور دیہاتی سب برابر ہیں

ہارون رشید نے حاجب کو روک دیا۔

چنانچہ جب ہارون رشید طواف کرتا تو اعرابی اس کے آگے طواف کرتا۔ ہارون رشید حجرِ اسود کی طرف بڑھتا تو اس سے پہلے اعرابی بڑھ کر حجرِ اسود کا بوسہ لیتا۔ ہارون مقامِ ابراہیمؑ کی طرف نماز کیلیے آیا تو اعرابی نے اس سے پہلے آگے بڑھ کر نماز پڑھی۔

ہارون نماز سے فارغ ہوا اعرابی کو بلا بھیجا۔ حاجب آیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین کے بلاوے کو قبول کرو۔ اعرابی نے کہا کہ مجھے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ ہاں اس کو ضرورت ہو تو وہ میرے پاس آسکتا ہے۔

ہارون نے کہا اس نے سچ کہا ہے۔ چنانچہ ہارون اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا ہارون نے کہا اے اعرابی میں یہاں بیٹھ جاؤں۔ اس نے جواب دیا یہ جگہ میری نہیں ہے۔ کہ تو مجھ سے یہاں بیٹھنے کی اجازت مانگے یہ اللہ کا گھر ہے جس نے اپنے بندوں کے لیے قائم کیا ہے، اگر چاہتا ہے تو بیٹھ جا اور واپس جانا چاہتا ہے تو واپس چلا جا۔

---

[۵۱] البحار ۱۷/ ۲۰۶

ہارون بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ وائے ہو تجھ پر تو کون ہے؟ جو بادشاہوں سے مزاحم ہوتا ہے اور ان سے ٹکر لیتا ہے۔

اس نے جواب دیا: میں ہر بات سننے کو تیار ہوں۔

ہارون کہنے لگا: میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں اگر تو جواب نہ دے سکا تو میں تجھ کو اذیت دوں گا۔

اس نے پوچھا تیرا یہ سوال متعلم اور طالب علم کی حیثیت سے ہے یا صرف بحث اور جھگڑے کی خاطر ہے؟

ہارون نے کہا کہ متعلم کی حیثیت سے سوال کرتا ہوں۔

جواب ملا تو پھر اس طرح بیٹھ جس طرح سوال کرنے والا اس کے سامنے بیٹھتا ہے جس سے وہ سوال کرتا ہے اور اس طرح سوال کر جو سوال کرنے کا سلیقہ اور طریقہ ہے۔

ہارون نے کہا کہ تیرے فرائض کون کون سے ہیں۔

آپ نے فرمایا: خدا تجھ پر رحم کرے۔ فرض ایک ہے اور پانچ ہیں اور سترہ ہیں اور چونتیس ہیں، اور چورانوے ہیں اور ایک سو ترپن ہیں۔

اور بارہ میں سے ایک ہے اور چالیس میں سے ایک ہے اور دو میں سے پانچ ہیں۔ ساری زندگی میں سے ایک ہے، ایک کے بدلے ایک ہے۔

فضل کہتا ہے کہ ہارون رشید زور سے ہنسا اور کہنے لگا کہ میں تجھ سے تیرے فرائض کے بارے میں پوچھتا ہوں اور تو میرے سامنے حساب کی گنتی کرنے لگتا ہے۔

کہنے لگے کہ تجھ کو اس کا پتہ نہیں کہ دین سارے کا سارا حساب وکتاب ہے اگر سارا دین حساب و کتاب نہ ہوتا تو خدا مخلوق سے حساب لینے کا تعہد نہ لیتا اور تلاوت کیا:۔

وان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفا بنا حاسبین

اگر رائی کے دانے کے وزن کے برابر بھی ہوا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لیے کافی ہیں۔

ہارون کہنے لگا تو جو کچھ تو نے کہا ہے اس کی تفصیل بیان کر ورنہ میں صفا اور مروہ کے درمیان

تیرے قتل کا حکم دوں گا۔

حاجب کہنے لگا: اللہ اور اس کے مقام کے صدقے میں اس کو بخش دیجیے۔ اعرابی اس کی اس بات پر ہنس دیا۔ ہارون نے دریافت کیا کہ آخر ہنسا کیوں؟

کہنے لگے تم دونوں پر تعجب کی وجہ سے کہ میں نہیں جانتا کہ تم دونوں میں سے زیادہ جاہل کون ہے وہ جو اس اجل کا حصہ چاہتا ہے جو آن پہنچی ہے یا وہ جو اس اجل میں جلدی چاہتا ہے۔ کہ جس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

ہارون نے کہا کہ جو کچھ تو نے کہا اس کی تفصیل اور تشریح بیان کر۔

آپ نے کہا جب میں نے کہا کہ فرض ایک ہے تو دینِ اسلام سارے کا سارا ایک ہے، اور پانچ نمازیں ہیں، جن میں سترہ رکعتیں ہیں، جن میں ۳۴ سجدے ہیں، چورانوے تکبیریں ہیں اور ایک سو ترپن تسبیحیں ہیں۔

جب میں نے کہا کہ بارہ میں سے ایک ہے تو وہ بارہ مہینوں میں سے ایک ماہ رمضان کے روزے ہیں۔

چالیس میں سے ایک سے مُراد یہ ہے کہ جو چالیس دینار کا مالک ہے اس پر خدا نے ایک دینار زکوٰۃ کے واجب کیے ہیں۔ دوسو میں سے پانچ ہیں تو جو دوسو درہم کا مالک ہے خدا نے اس پر پانچ درہم واجب کیے ہیں۔

ساری زندگی میں سے ایک ہے تو وہ حج ہے۔ ایک سے بدلے ایک سے مراد یہ ہے کہ جو شخص بغیر حق کے کسی کا خون بہائے تو واجب ہے کہ اس کا خون بہایا جائے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

النفس بالنفس

نفس کے بدلے نفس

ہارون نے کہا خدا تیرا بھلا کرے۔ یہ کہہ کر اس اعرابی کو ایک بھتیلی دی۔ تو کہنے لگے کہ میں اس بھتیلی کا کس طرح مستحق ہوا ہوں۔ گفتگو کرنے کی وجہ سے یا سوال کے جواب دینے کی وجہ سے۔

اس نے کہا گفتگو کرنے کی وجہ سے۔

آپ نے کہا کہ اب میں تجھ سے ایک سوال پوچھتا ہوں اگر تو نے اس کا جواب دیا تو یہ تھیلی تیری ہو جائے گی تو چاہے تو اس مقام شریف میں صدقے میں دے دے۔ اگر اس کا جواب نہ دے سکا تو پھر اس تھیلی کے ساتھ ایک اور تھیلی کا اضافہ کرنا ہوگا۔ تاکہ اس رقم کو میں اپنی قوم اور قبیلے کے فقراء پر تصدق کر دوں۔

ہارون رشید نے ایک اور تھیلی لانے کا حکم دیا اور کہا جو چاہو سوال کرو۔

انھوں نے سوال کیا کہ مجھے چھپکلیوں کے بارے میں بتاؤ کہ وہ اپنے بچوں کو چگاتی ہیں یا دودھ پلاتی ہیں؟

ہارون غصے میں آگیا، کہنے لگا وائے ہو تجھ پر، اے اعرابی! ایسے مسئلے کون پوچھا کرتا ہے؟

انھوں نے کہا کہ میں نے اس سے سُنا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص قوموں کا والی اور حاکم بنے اس کو ان سب کے جتنی عقل دی جاتی ہے تم اس اُمت کے حاکم ہو لہذا ضروری ہے کہ تم سے تمھارے دین کے بارے میں اور فرائض اور واجبات کے بارے میں سوال ہو تو تم جواب دے سکو، کیا تمھارے پاس اس کا جواب ہے۔

ہارون رشید نے کہا خدا تم پر رحم کرے میرے پاس اس سوال کا جواب نہیں جو کچھ اس کی تفصیل ہے وہ بیان کرو اور یہ دونوں تھیلیاں لے لو۔

آپ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو اس نے زمین ہی سے بغیر گوبر اور خون کے مٹی سے ایسے جانور پیدا کیے ان کا رزق اور ان کی زندگی اسی سے قرار دی۔ جب بچہ شکمِ مادر سے الگ ہوتا ہے تو ماں نہ اس کو دانہ چگاتی ہے اور نہ ہی دُودھ پلاتی ہے۔ ان کی زندگی مٹی میں ہوتی ہے۔

ہارون نے کہا: خدا کی قسم کوئی شخص ایسے مسائل میں نہیں اُلجھا۔

اعرابی نے دونوں تھیلیاں لیں اور چلا گیا۔ لوگ اس کے پیچھے گئے اور نام پوچھا تو پتہ چلا وہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ تھے۔

ہارون کو اس کی خبر دی گئی تو کہنے لگا: خدا کی قسم! اس قسم کا پتہ اسی درخت کا

ہونا چاہیے۔[ا]

۱۲۔ آپ کے سامنے کچھ ایسے لوگوں کا ذکر ہوا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نچلے آسمان کی طرف اترتا ہے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نہ تو اترتا ہے اور نہ ہی اُترنے کا محتاج ہے بلکہ دوسری ساری چیزیں اس کی محتاج ہیں اس کا منظر قرب و بعد میں برابر ہے کوئی بعید اس سے بعید نہیں نہ ہی کوئی قریب اس سے قریب ہے۔

وہ صاحب احسان و بخشش ہے کوئی معبود نہیں بجز اس کے وہ غالب اور حکیم ہے۔

اس کے اوصاف بیان کرنے والوں کا یہ قول کہ وہ اترتا ہے تو یہ بات اللہ کے بارے میں وہ کہتا ہے جو اس کی طرف نقص یا زیادتی کی نسبت دیتا ہے۔ اس لیے کہ ہر متحرک اس کا محتاج ہے جو اس کو حرکت دے یا جس کی وجہ سے وہ حرکت میں آئے۔

جو اللہ کے بارے میں ایسے گمان کرے وہ یقیناً ہلاک ہوا۔ خدا کی صفات کے بارے میں اس سے بچو کہ تم اس کو کسی حد تک محدود کر دو۔ کسی نقص یا زیادتی کے ساتھ یا تحرک و تحریک اور زوال اور اترنے، اٹھنے اور بیٹھنے کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ اجل اور زیادہ عزیز و غالب ہے وصف کرنے والوں کی صفت اور وہم و خیال کرنے والوں کے توہمات سے۔[۲]

۱۴۔ داؤد بن قبیصہ کی روایت ہے کہ میں نے امام رضاؑ کو یہ کہتے سنا کہ میرے والد سے سوال کیا گیا کہ خدا نے اس چیز سے منع کیا ہے جس کا اس نے حکم دیا ہے۔

کیا اس سے نہی کی ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔

کیا اس نے اس چیز پر اعانت کی ہے جس کا وہ ارادہ نہیں کرتا۔

آپ نے فرمایا کہ تو نے سوال کیا کہ کیا اللہ نے اس چیز سے منع کیا ہے کہ جس کا حکم دیا ہے تو یہ جائز نہیں ہے اگر جائز ہوتا تو وہ ابلیس کو آدمؑ کے سجدے سے منع کرتا۔ اگر منع کیا ہوتا تو اسکو

[ا] البلد ۱۱/ ۲۷۵

[۲] الاحتجاج ۲/ ۱۵۶

معذور سمجھتا اور اسے لعنت نہ کرتا۔

یہ سوال کہ کیا اس نے اُس چیز سے منع کیا ہے کہ جسے اس نے چاہا ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہے اگر یہ جائز ہوتا تو پھر جب آدمؑ کو درخت سے کھانے سے منع کیا تھا۔ تو ان سے کھانے کا ارادہ کیا تھا۔ اگر ان سے کھانے کا ارادہ کیا تھا تو پھر مکتب کے بچے کیوں پکارتے ہیں۔

وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ

خدا تعالیٰ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک چیز کا حکم دے اور اس کے برعکس چاہتا ہو۔

یہ سوال کہ، کیا اس نے اعانت کی ہے اس پر جس کا ارادہ نہیں کیا، تو یہ بھی جائز نہیں اللہ تعالیٰ اس سے اَجل اور ارفع ہے کہ وہ انبیاء کو قتل کرنے اور ان کی تکذیب اور حسین بن علی علیہم السلام اور ان کی بافضیلت اولاد کے قتل پر اعانت کرے اور وہ کس طرح اس چیز پر اعانت کر سکتا ہے جس کو چاہتا نہیں حالانکہ اس نے اپنے مخالفین کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے اور ان کو اس کی اطاعت کی تکذیب اور جھٹلانے اور اس کی مخالفت کے ارتکاب پر لعنت کی ہے اگر جائز ہوتا کہ وہ اعانت کرے اس چیز پر کہ جس کو نہیں چاہتا تو پھر اس نے فرعون کی اس کے کفر اور اس دعویٰ کرنے پر کہ وہ عالمین کا پروردگار ہے، اعانت کی ہوتی۔

کیا تو سمجھتا ہے کہ خدا نے فرعون سے یہ چاہا تھا کہ وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے ایسی بات کرنے والے کو توبہ کرانی چاہیے پس وہ اگر خدا پر جھوٹ بولنے کی وجہ سے توبہ کرے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی گردن اُڑا دی جائے[1]

۱۵۔ مہدی عباسی نے حج کیا جب لوگ فتق العبادی کے مقام پر پہنچے تو پیاس سے چیخ اٹھے مہدی نے حکم دیا کہ کنواں کھودا جائے۔ کنوئیں کی کھدائی کے دوران زمین سے ایسی گیس نکلی کہ لوگ کام چھوڑ کر اوپر آ گئے۔

علی بن یقطین نے کام کرنے والوں کو زیادہ رقم کی ترغیب دی وہ دوبارہ اُترے۔ کچھ دیر کے بعد وہ بہت زیادہ گھبرائے ہوئے نکلے کہ ان کے رنگ اُڑے ہوئے تھے علی نے ان سے ماجرا دریافت کیا

---

[1] الاحتجاج ۲ / ۱۵۸

تو ان لوگوں نے کہا کہ نیچے ہم نے کچھ آثارِ قدیمہ اور مال و اسباب اور مرد اور عورتیں دیکھی ہیں جب ہم ان میں سے کسی چیز کی طرف اشارہ کرتے تو وہ چیز راکھ ہو جاتی۔

مہدی اس بارے میں لوگوں سے دریافت کرنے لگا لیکن کوئی کچھ نہ بتا سکا۔

موسیٰؑ بن جعفرؑ نے فرمایا کہ یہ اصحاب الاحقاف ہیں جن پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا اور وہ اپنے گھروں سمیت زمین میں دھنس گئے۔[۵۱]

۱۶۔ آپ سے ہارون رشید نے سوال کیا کہ آپ حضرات کو ہم پر کیوں فضیلت دی گئی ہے۔ جب کہ ہم اور آپ ایک ہی شجرہ سے عبد المطلب کی اولاد ہیں۔ ہم اور آپ ایک ہیں۔ ہم عباس کی اولاد اور آپ ابو طالب کی اولاد۔ وہ دونوں رسول اللہؐ کے چچا تھے اور دونوں کی آپ سے قرابت برابر کی تھی۔

آپ نے جواب دیا ہم زیادہ قریبی ہیں۔ ہارون نے پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ اور ابو طالب ایک ماں باپ کی اولاد تھے۔ جب کہ عباس، عبد اللہ اور ابو طالب کی والدہ سے نہیں تھے۔ ہارون نے کہا کہ آپ حضرات کس طرح دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نبیؐ کریم کے وارث ہیں۔ چچا، چچازاد بھائی کے لیے میراث سے مانع ہوتا ہے۔ ابو طالب تو پہلے فوت ہو گئے تھے اور عباس آنحضرتؐ کے چچا زندہ تھے۔

آپ نے فرمایا اگر مسلمانوں کے امیر کی رائے ہو تو مجھے اس مسئلے سے معاف رکھے اس کے علاوہ جو چاہے سوال کرے۔ وہ کہنے لگا نہیں آپ اس کا جواب ضرور دیں۔

آپ نے فرمایا تو پھر مجھے جان کی امان دے۔ ہارون نے کہا گفتگو سے پہلے ہی امان دے چکا ہوں۔

آپ نے فرمایا حضرت علی بن ابی طالبؑ کا ارشاد ہے کہ صلبی اولاد کے ہوتے ہوئے وہ مذکر ہو یا مونث کسی دوسرے کا کوئی حصہ میراث میں سے نہیں ہے مگر ماں باپ، زوج یا زوجہ اور چچا کے لیے۔ صلبی اولاد کے ہوتے ہوئے کوئی میراث نہیں ہے، نہ کتاب عزیز نے یہ کہا ہے اور نہ سنت نے۔

---

[۵۱] المناقب ۲/ ۳۷۲

یہ بنی تیم وعدی اور بنی اُمیہ نے کہا کہ چچا باپ ہوتا ہے یہ ان کی اپنی رائے ہے بغیر کسی حقیقت یا رسول اللہ ؐ کی حدیث کے۔

وہ علماء جو حضرت علیؑ کے قول پر ہیں ان کے فیصلے ان لوگوں کے فیصلے کے خلاف ہیں۔ نوح بن دراج اس مسئلے میں حضرت علیؑ کے قول کا قائل ہے اور اسی کے مطابق اس نے فیصلہ کیا ہے اس کو حضرت علیؑ نے دو شہروں (کوفہ اور بصرہ) کا حاکم بنایا اور اس نے یہی فیصلہ کیا۔

چنانچہ ہارون نے ان لوگوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جو اس قول کے خلاف تھے۔ مثلاً سفیان ثوری، ابراہیم مازنی، اور فضیل بن عیاض انھوں نے گواہی دی کہ اس مسئلے میں حضرت علیؑ کا یہی قول ہے۔

ہارون نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں نہیں فتویٰ دیتے۔ جب کہ نوح بن دراج نے یہ فیصلہ کیا تھا۔

انھوں نے جواب دیا کہ نوح نے جرأت کی اور ہم نے بزدلی سے کام لیا۔

قدماء عامہ کے قول کے مطابق امیر المومنینؑ کے اس فیصلے کو امضاء کیا نبی کریم ؐ سے کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے سب سے بڑا قاضی علیؑ ہے۔

عمر خطاب نے کہا کہ علی اقضانا ـــــ علیؑ ہم میں سب سے بڑے قاضی ہیں۔

یہ ایک جامع نام اور صفت ہے ساری وہ تعریفیں جو پیغمبر ؐ نے اپنے اصحاب کی کی ہیں، جیسے قرابت، فرائض اور علم وہ سب قضاوت میں داخل ہیں۔

ہارون نے کہا: مجھے مزید کچھ بتائیں۔ آپ نے فرمایا مجالس امانتیں ہیں، خصوصاً تیری مجلس اس نے کہا کوئی بات نہیں۔

آپ نے فرمایا نبی اکرم ؐ نے کسی کو وارث نہیں بنایا جب تک اس نے ہجرت نہیں کی۔ نہ ہی اس کے لیے کوئی ولایت ثابت کی ہے جب تک ہجرت نہ کرے۔

ہارون نے کہا کہ اس سلسلے میں آپ کی دلیل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

والذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیئ حتی یھاجروا

ترجمہ :۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت نہیں کی وہ تمھاری ولایت میں سے کچھ نہیں رکھتے جب تک ہجرت نہ کریں۔

اور چچا عباس نے ہجرت نہیں کی۔

ہارون نے کہا اے موسیٰؑ کیا آپ نے ہمارے دشمنوں میں سے کسی کو یہ فتویٰ دیا ہے یا فقہا میں سے کسی کو اس مسئلہ میں کوئی بات بتائی ہے۔

: آپ نے فرمایا خدا گواہ ہے کہ نہیں، مسلمانوں کے امیر کے علاوہ کسی نے مجھ سے یہ سوال کیا بھی نہیں[1]

۱۷۔ علی بن یقطین کہتے ہیں کہ مہدی عباسی نے ابوالحسن علیہ السلام سے شراب کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ کتاب اللہ عزوجل میں حرام کی گئی ہے کیونکہ لوگ اس کے بارے میں نہی (اور منع کرنے) کو تو جانتے ہیں مگر اس کی حرمت کو نہیں جانتے۔

ابوالحسنؑ نے فرمایا کہ ہاں یہ کتاب اللہ عزوجل میں حرام کی گئی ہے۔ مہدی عباسی نے پوچھا کس جگہ ذکر ہے۔

آپ نے فرمایا اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

انما حرم ربی الفواحش ما ظهر وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق

میرے پروردگار نے جو فواحش ظاہر ہیں یا چھپے ہیں اور گناہ اور حق کے بغیر بغاوت کرنے کو حرام کیا ہے۔

خدا کا یہ ارشاد کہ ما ظهر منها (جو اس میں سے ظاہر ہے) سے مراد اعلانیہ زنا اور بدکاری ہے اور ان جھنڈوں کو نصب کرنا ہے جو زمانۂ جاہلیت میں فاحشہ عورتیں اپنے گھروں پر لگاتی تھیں۔

اللہ عزوجل کا یہ ارشاد "وما بطن" (اور جو چھپا ہوا ہے) سے مراد وہ ہیں جن سے باپ دادا نکاح کریں۔ لوگ پیغمبرؐ کے مبعوث ہونے سے پہلے کوئی مرتا تو اس کی بیوی سے بیٹا باپ کے بعد شادی کر لیتا بشرطیکہ وہ اس کی حقیقی ماں نہ ہوتی۔

---

[1] الاحتجاج ۲/ ۱۶۳۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے اس کو حرام کیا۔
اور "الاثم" (گناہ) تو یہی بعینہ شراب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔
یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر
تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں لوگ سوال کرتے ہیں کہہ دیں کہ ان میں
بہت بڑا گناہ ہے۔
کتاب اللہ میں "الاثم" (گناہ) سے مراد شراب اور جُوا ہے ان دونوں کا بہت بڑا گناہ
ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
مہدی نے کہا اے علی بن یقطین بخدا یہ ہاشمی فتویٰ ہے۔
علی بن یقطین نے جواب دیا کہ خدا کی قسم آپ نے سچ کہا۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے یہ
علم آپ اہل بیتؑ سے خارج نہیں کیا۔
علی کہتے ہیں کہ مہدی صبر نہ کر سکا اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا ہے "اے رافضی"۔ [1]

---

[1] البحار ۱۱/ ۲۷۷

آپؑ کی دعائیں

آئمہ اہلِ بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام بہت سی خوبیوں اور محاسن میں منفرد ہیں۔ دوسرے ان خوبیوں میں ان کے ساتھ شریک نہیں۔ وہ مکارمِ اخلاق و کردار میں ممتاز ہیں اور سب سے الگ ہیں۔

ان کی دعائیں بھی دوسرے مسلمانوں سے ان کے امتیازات میں سے ہیں۔ اس میں صحابہ تابعین اور باقی اسلاف ان کے ساتھ شریک نہیں۔ آپ میں سے ہر ایک سے بہت سی دعائیں منقول ہیں جن کو ہمارے علماء رضوان اللہ علیہم نے سینکڑوں صفحات میں کتابوں کی شکل میں جمع کیا ہے۔

درحقیقت ان ہی ہستیوں نے سب سے پہلے اس لب و لہجے کی تعلیم دی ہے۔ یہی وہ طریقہ ہے کہ بندہ اپنے مولا سبحانہٗ وتعالیٰ سے مخاطب ہو تذلل اور توسل سے اور اللہ جلّ شانہ کی طرف متوجہ ہو۔

اسی کتاب میں "عبادت" کے باب میں کچھ آپ کی دعائیں گزر چکی ہیں۔ بعض دوسری درج کی جا رہی ہیں۔

۱۔ آپ کی ایک دعا ہے:

بسم اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ، واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ، وان الاسلام کما وصف، وان الدین کما شرع، وان الکتاب کما انزل، والقول کما حدث، وان اللہ ھو الحق المبین، وصلوات اللہ وسلامہ علی محمد والہ اصبحت اللھم فی امانک

اسلمت الیك نفسی، ووجهت الیك وجهی، وفوضت الیك امری، والجات الیك ظهری، رهبة منك، ورغبة الیك، لاملجأ ولامنجی منك الا الیك امنت بکتابك الذی انزلت، ورسولك الذی ارسلت. اللهم انی فقیر الیك فارزقنی بغیر حساب انك ترزق من تساء بغیر حساب اللهم انی اسألك الطیبات من الرزق، وترك المنکرات، وان تتوب علی. اللهم انی اسالك بکرامتك التی انت اهلها، وان تتجاوز عن سوء ماعندی بحسن ماعندك، وان تعطینی من جزیل عطائك افضل ما اعطیته احدا من عبادك.

اللهم انی اعوذبك من مال یکون علی فتنة، ومن ولد یکون لی عدوا، اللهم قد تری مکانی، وتسمع دعائی، وکلامی، وتعلم حاجتی، اسالك بجمیع اسمائك ان تقضی لی کل حاجة من حوائج الدنیا والاخرة.

اللهم انی ادعوك دعاء عبد ضعف قوته، واشتدت فاقته، و عظم جرمه، وقل عذره، وضعف عمله، دعاء من لایجد لفاقته سادا غیرك، ولا لضعفه عونا سواك. اسألك جوامع الخیر، وخواتمه، وسوابقه، وفوایده، وجمیع ذلك بدوام فضلك، واحسانك ومنك، ورحمتك فارحمنی، واعتقنی من النار، یامن کبس الارض علی الماء، ویامن سمك السماء بالهواء، ویاواحد اقبل کل واحد، ویاواحدا بعد کل شئ، ویامن لایعلم، ولایدری، کیف هو، الاهو، ویامن لایقدر قوته الاهو، یامن کل یوم هو فی شان یامن لایشغله شأن عن شأن، ویاغوث المستغیثین، یاصریخ المکروبین، ویامجیب دعوة المضطرین، ویارحمان الدنیا والاخرة و رحیمها، رب ارحمنی رحمة لاتضلنی، ولاتشقینی بعدها ابدا، انك حمید مجید، وصلی الله علی محمد واله وسلم.[له]

له البلد الامین ص ۱۰۱ -

ترجمہ:۔ بسم اللہ ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور رسول ہیں ۔ اسلام اسی طرح ہے جس طرح اس نے اس کی توصیف کی ہے دین اسی طرح ہے جیسے اس نے اسے تشریع کیا ہے ۔ کتاب ویسی ہی ہے جیسی اس نے نازل کی ہے اس کی گفتگو ویسی ہے جس طرح اس نے بات کی ہے اللہ واضح حقیقت ہے اور اللہ کی صلوات اور سلام محمدؐ اور ان کی آلؑ پر ۔

خدایا میں نے تیری امان میں صبح کی ہے (اور) اپنا نفس تیرے سپرد کیا ہے اپنا چہرہ تیری طرف موڑا ہے ۔ اپنا معاملہ تجھے تفویض کیا ہے اپنی پشت کا سہارا تجھے قرار دیا ہے ۔ تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف مائل ہوتے ہوئے ۔

تیرے علاوہ نہ کوئی ملجاء وماوٰی ہے اور نہ تجھ سے نجات حاصل کرنے کی جگہ ہے ۔

تیری اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں جو تو نے نازل فرمائی ہے اور تیرے اس رسولؐ پر جن کو تو نے بھیجا ہے ۔

خدایا میں تیرا محتاج وفقیر ہوں پس مجھے بغیر حساب کے دے تو ہی جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے ۔

خدایا ! میں تجھ سے طیبات کا رزق اور منکرات کے ترک کرنے کا سوال کرتا ہوں ۔

پروردگار ! تو میری توبہ قبول فرما ۔

خدایا میں تجھ سے تیری اس کرامت کے بدلے سوال کرتا ہوں جس کا تو اہل ہے ۔

پروردگار تو درگزر کر اس برائی سے جو میرے پاس ہے اس خوبی کی بنا پر جو تیرے پاس ہے مجھے وہ زائد عطیہ عطا فرما جو تو نے اپنے بندوں میں سے

ان کو عطا کیا جو افضل ہیں۔
خدایا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس مال سے جو میرے لیے باعث فتنہ اور آزمائش ہو۔ اور اس اولاد سے جو میری دشمن ہو۔
خدایا تو میری جگہ کو دیکھ رہا ہے، میری دعا اور میری بات کو سُن رہا ہے میری حاجت کو تو جانتا ہے۔
میں تجھ سے تیرے تمام اسماء کے صدقے سوال کرتا ہوں کہ تو میری تمام دنیا اور آخرت کی حاجات کو پورا کر دے۔
خدایا میں تجھ سے اس بندے جیسی دعا کرتا ہوں جو ضعیف و کمزور ہے اور اس کی حاجت شدید ہے اس کا جرم عظیم ہے اس کے پاس عُذر کم ہے۔ اس کا عمل کمزور ہے، اس شخص کی جیسی دعا جو تیرے سوا کسی کو اپنے فقر و فاقہ کو ختم کرنے والا اور تیرے سوا اپنی کمزوری پر کسی کو مددگار نہیں پاتا۔
خدایا میں تجھ سے خیر کے جوامع، اس کے خواتم اور اس کے سوابق اور اس کے فوائد کا سوال کرتا ہوں یہ سب کچھ تیرے فضل، تیرے احسان اور تیری رحمت کے دوام کے ساتھ۔
پس مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے۔ اے وہ ذات جس نے زمین کو پانی پر بچھایا۔ اے وہ جس نے آسمان کو ہوا و فضا میں بلند کیا۔ اے وہ جو ہر ایک سے پہلے ایک ہے۔ اے وہ جو ہر چیز کے بعد ایک ہے۔ اے وہ جس کو کوئی نہیں معلوم کر سکتا اور نہ جان سکتا ہے کہ وہ کس طرح ہے بجز خود اس کے۔ اے وہ جس کی قدر کا اندازہ خود اس کے علاوہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ اے وہ جو ہر دن ایک نئی شان میں ہے اے وہ کہ جس کو ایک شان و حالت دوسری شان و حالت سے مشغول نہیں رکھ سکتی۔

اے فریاد کرنے والوں کے فریادرس، اے مصیبت زدوں کی چیخ و پکار سننے والے، اے مضطر و مجبوروں کی دعا قبول کرنے والے، اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم، اے پروردگار! مجھ پر ایسی رحمت فرما جس میں تو مجھے گمراہ نہ ہونے دے۔ اس کے بعد مجھے کبھی بھی بدبختی کا شکار نہ ہونے دے۔

تو لائق حمد اور لائقِ مجد و بزرگی ہے

اللہ درود و سلام ہو محمدؐ اور ان کی آل پر[1]

۲۔ محمد بن سلیمان کے ذریعے اس کے والد نے روایت ہے کہ میں (سلیمان) ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ کے ساتھ ان کے بعض املاک پر گیا آپ وہاں نمازِ ظہر تک رہے۔ جب اس کام سے فارغ ہوئے تو آپ سجدے میں گر پڑے اور میں نے آپ کو آنسو سے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ غمزدہ آواز میں کہتے سنا۔

رب عصيتك بلساني. ولو شئت وعزتك لاخرستني، وعصيتك ببصري ولو شئت وعزتك لكمهتني، وعصيتك بسمعي ولو شئت وعزتك لاصممتني، وعصيتك بيدي ولو شئت وعزتك لكنعتني، وعصيتك برجلي ولو شئت وعزتك لجذمتني وعصيتك بفرجي ولو شئت وعزتك لعقمتني، وعصيتك جميع جوارحي، التي انعمت بها علي، وليس هذا جزاؤك مني۔

راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے ایک ہزار مرتبہ شمار کیا کہ آپ العفو، العفو کہہ رہے تھے۔ پھر آپ نے اپنا دایاں رخسار زمین پر رکھ دیا۔ اور میں نے آپ کو غمگین آواز میں کہتے سنا۔

---

[1] البلد الامین ۱۰۱

بؤت الیك بذنبی، عملت سوء وظلمت نفسی فاغفرلی،
فانه لا یغفر الذنوب غیرك یامولای یامولای۔

میں تیری طرف گناہ سے لوٹا۔ میں نے بُرا کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے
کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔

اے میرے مولا، اے میرے مولا! یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر بایاں رخسار زمین پر رکھ
دیا اور آپ کہنے لگے۔

ارحم من اساء واقترف، واستكان واعترف

اس پر رحم فرما جس نے برائی کی اور زیادہ برائی کی اور جب ذلیل وخوار ہوا، تو
اعتراف گناہ کیا۔

تین مرتبہ کہا اور پھر سر اٹھایا[1]

۳۔ آپ کی دعا ہے:

یا سابق كل فوت، یاسامعا لكل صوت، قوی او خفی،
یامحی النفوس بعد الموت، لا تغشاك الظلمات الحندسیة،
ولا تسابه علیك اللغات المختلفه، ولا یشغلك شئ عن شئ،
یامن لا یشغله دعوة داع دعاه من السماء یامن له عند كل
شئ من خلقه سمع سامع، وبصر نافذ یامن لا تغلطه كثرة
المسائل، ولا یبرمه الحاح الملحین، یاحی حین لا حی
فی دیمومة ملكه وبقائه. یامن سكن العلی، واحتجب
عن خلقه بنوره. یامن اشرقت لنوره دجا الظلم، اسالك
باسمك الواحد الاحد، الفرد الصمد الذی هو من جمیع
اركانك صل علی محمد واهل بیته۔

---

[1] فلاح السائل ۱۷۲

ترجمہ: اے ہر فوت ہو جانے والی اور نکل جانے والی چیز سے پہلے، اے ہر آواز کے سننے والے، وہ آواز قوی ہو یا خفی، اے نفسوں کو موت کے بعد زندہ کرنے والے، تجھے تاریک اندھیرے نہیں چھپا سکتے۔ مختلف زبانیں تجھ پر اشتباہ نہیں کرتیں۔ کوئی چیز تجھ کو دوسری چیز سے مشغول نہیں رکھتی۔ اے وہ جس کو کسی پکارنے والے کی آسمان میں پکار مشغول نہیں رکھتی اے وہ جس کے لیے اپنی مخلوق میں سے ہر چیز کے پاس سننے والی سماعت اور آر پار دیکھنے والی بصارت ہے۔

اے وہ جس کو مسائل کی کثرت مغالطے میں نہیں ڈالتی نہ اصرار کرنیوالوں کا اصرار جس کو ملول و رنجیدہ کرتا ہے۔ اے وہ زندہ جس کے ملک کے دوام و بقا میں کوئی زندہ نہیں۔

اے وہ جو بلندیوں میں رہتا ہے اور اپنے نور کی وجہ سے اپنی مخلوق سے پوشیدہ ہے۔

اے وہ جس کے نور سے تاریکیاں جگمگا اٹھتی ہیں میں تجھ سے واحد اور احد اور فرد اور صمد نام کے ذریعے جو تیرے تمام ارکان میں سے ہیں، سوال کرتا ہوں کہ محمد و آل محمد پر رحمت و صلوات کا نزول فرما۔ پھر انسان اپنی حاجات کے بارے میں سوال کرے [1]

۴۔ آپ کی دعائے قنوت:

یامفزع الفازع، ومامن الهالع، ومطمع الطامع وملجا الضارع. یا غوث اللهفان، وماوی الحیران، ومروی الظمان، ومشبع الجوعان. وکاسی العریان، وحاضر کل مکان، بلا درك ولا عیان، ولا صفة ولا ابطان عجزت الافهام وضلت الاوهام عن موافقه صفة دابة من الهوام،

---

[1] البحار ۱۱/۲۳۹

فضلا عن الاجرام العظام مما انشأت حجابا لعظمتك وانی یتغلغل الی ماوراء ذٰلك بما لا یرام تقدست یا قدوس عن الظنون والحدوس وانت الملك القدوس باریٔ الاجسام والنفوس، ومنخر العظام، وممیت الانام و معیدها بعد الفناء والطمیس. اسئلك یا ذا القدرة والعلا والعز والثناء ان تصلی علی محمد واله اولی النهی والمحل الاوفی والمقام الاعلی وان تعجل ماقد تاجل وتقدم ماقد تاخر وتاتی بما قد اوجبت اثباته وتقرب ماقد تأخر فی النفوس الحصرة اوانه، وتکشف البأس وسوء البأس، وعوارض الوسواس الخناس فی صدور الناس، صدور الناس، وتکفینا ماقد رهقنا، وتصرف عنا ماقد رکبنا، وتبادر اصطلام الظالمین، ونصر المؤمنین، والادالة من المعاندین امین رب العالمین۔[1]

ترجمہ:۔ اے گھبرائے ہوئے کی جائے پناہ! اے پریشان کی جائے امن، اے طمع اور لالچ رکھنے والے کی طمع کی جگہ اور تضرّع اور زاری کرنے والوں کا ملجاء، اے دکھی کے فریادرس اور حیران و سرگرداں کے ماوٰی۔ اے پیاسے کو سیراب کرنے والے، بھوکے کو سیر کرنے والے، برہنہ کو لباس پہنانے والے۔

کسی کے ادراک کیے اور دیکھے بغیر اے ہر جگہ حاضر اور کسی صفت اور پوشیدہ ہوئے بغیر۔

کیڑے مکوڑوں میں سے کسی جاندار کی پوری تعریف کرنے سے فہم عاجز ہیں اور ذہن گم ہیں۔ وہ بڑے بڑے اجرام فلکی تک کہاں پہنچ سکتے ہیں انھوں نے تیری عظمت کے لیے حجاب پیدا کیے ہیں ان کے آگے کا تو قصد و ارادہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

تو منزہ اور پاک ہے اور گمانوں اور قیاس آرائیوں سے پاک اور منزہ۔

---

[1] مہج الدعوات ۵۴

تو مقدس شہنشاہ ہے، جسموں اور نفسوں کو پیدا کرنے والا، ہڈیوں کو بوسیدہ، لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والا، ان کو فنا ہو جانے اور مٹ جانے کے بعد واپس لوٹانے والا۔

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے صاحبِ قدرت، بلند عزت اور ثنا و حمد کے لائق کہ محمدؐ اور ان کی آل پر درود بھیج جو صاحبانِ عقل و خرد اور زیادہ صحیح منصب اور اعلیٰ مقام والے ہیں۔

اسے جلدی کر دے جو دیر میں ہے اسے مقدم کر دے جو مؤخر ہے اس کو لے آ جس کو ثابت کرنا تو ضروری سمجھتا ہے۔ اس کو قریب کر دے جو ان نفوس میں مؤخر ہے جن کا وقت محدود ہے۔ شدت کو دور کر دے لوگوں کے سینوں سے خنّاس کے وسوسوں کو دور کر دے۔

ہماری کفایت کر ان باتوں میں جنھوں نے ہم کو گھیر رکھا ہے ہم سے دور کر دے جن کے ہم مرتکب ہوئے ہیں۔

ظالموں کے ظلم کے روکنے اور مومنین کی نصرت کرنے اور معاندین (خود سروں) کی حکومت و سلطنت کو منتقل کرنے میں جلدی فرما۔

آمین یا رب العالمین

۵۔ آپ کی دعا۔

توكلت على الحى الذى لايموت، وتحصنت بذى العزة والجبروت، واستعنت بذى الكبرياء والملكوت. مولاى استسلمت اليك فلا تسلمنى، وتوكلت عليك فلا تخذلنى، ولجأت الى ظلك البسيط فلا تطرحنى. انت المطلب، واليك المهرب، تعلم ما اخفى وما اعلن، وتعلم خائنة الاعين وما تخفى الصدور، فامسك عنى اللهم ايدى الظالمين، من الجن والانس اجمعين، واشفنى يا ارحم الرحمٰن[1]۔

---

[1] مہج الدعوات ۳۰۰

میں اس زندہ پر توکل کرتا ہوں جو مرتا نہیں۔ اپنے آپ کو صاحب عزت و جبروت کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ صاحب کبریائی و ملکوت سے اعانت چاہتا ہوں۔

میرے مولا میں تیری سپردگی چاہتا ہوں تو مجھے کسی کے سپرد نہ کرنا۔ میں تجھ پر توکل کرتا ہوں تو مجھے تنہا نہ چھوڑنا۔

تیرے وسیع سایہ کی پناہ لیتا ہوں مجھے دور نہ کر دینا۔ تو ہی مطلوب ہے تیری ہی طرف بھاگ کر آنا ہے۔

اے وہ جو اس کو جانتا ہے جس کو میں چھپاتا ہوں اور اعلانیہ کرتا ہوں۔ تو خیانت کرنیوالی آنکھوں اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے اس کو جانتا ہے خدایا! مجھ سے ظالموں کے ہاتھ روک لے خواہ جن و انس میں سے ہوں مجھے شفا بخش دے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

۶۔ آپؑ کی دعا

یا الله یا الله أسألك بحق من حقه علیك عظیم ان تصلی علی محمد و آل محمد، وان ترزقنی العمل بما علمتنی من معرفة حقك، وان یبسط علی ما حظرت من رزقك[۱]۔

یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ! میں تجھ سے اس کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کا حق تجھ پر بہت بڑا ہے کہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر درود بھیج اور مجھے تو نے جو اپنے حق کی معرفت کا علم دیا ہے۔ اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ جو اپنا رزق تو نے مجھ سے روک رکھا ہے اس میں وسعت دے دے۔

۷۔ آپکی وہ دعا جو آپ نے اپنے ایک صحابی کو قرض ادا کرنے کے بارے میں تعلیم فرمائی:۔

---

[۱] اصولِ کافی ۵۶۱

اللھم اردد علی جمیع خلقك مظالمھم التی قبلی. صغیرھا وکبیرھا فی یسر منك وعافیة، ومالم تبلغه قوتی ولم تسعه ذات یدی، ولم یقو علیه بدنی، ویقینی، ونفسی، فاده عنی من جزیل ما عندك، من فضلك ثم لا تخلف علی منه شیئا، تقضیه من حسناتی یا ارحم الراحمین. اشھد ان لا اله الا الله، وحده لا شریك له واشھد ان محمدا عبده ورسوله.[1]

خدایا! تیری تمام مخلوق کے چھوٹے یا بڑے مظالم جو میری طرف ہیں ان کو اپنی کشائش اور عافیت میں لوٹا دے۔

جن تک میری قوت نہیں پہنچتی میرا مال ان کی وسعت نہیں رکھتا، اس پر میرا بدن، میرا یقین اور میرا نفس قوت نہیں رکھتا ان کو اپنے عظیم فضل میں سے جو تیرے پاس ہے ادا فرما دے۔ اور اس میں سے کچھ بھی مجھ پر نہ رہنے دے کہ جو تو میری حسنات اور نیکیوں سے پورا کرے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو وحدہٗ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔

---

[1] اصول کافی ۵۶۲

آپؑ کی دعاؤں کی قبولیت

آئمہ اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بنی اُمیّہ کی طویل ظالم و غاصب حکومت کے دَور میں بڑے مصائب اور سختیوں میں زندگیاں گزاریں۔ ان کے بعد اُمّید ہو چلی تھی۔ کہ عباسی حکومت کے ہاتھوں ان سختیوں اور دشواریوں میں کمی ہو گی۔ اور ظلم و زیادتی اور اُمیّہ دور کی اذیتوں سے چھٹکارا مل جائے گا۔

یہ خیال بلاوجہ نہیں تھا ان دونوں گھرانوں میں قریبی رشتہ داری تھی اور عباسی علویوں کے نام پر حکومت لے سکے تھے۔ ابو مُسلم خراسانی کے جھنڈے علویوں ہی کی نصرت کے نام سے آگے آئے تھے اور ان ہی کے شہداء کے خون کا بدلہ لینے اور ان پر کیے گئے ظلم و ستم کا انتقام لینے بڑھے تھے۔

مگر جب عباسی بر سر اقتدار آئے اور انھوں نے اپنی حکومت مستحکم کی تو معاملہ برعکس نکلا۔ یعنی عباسی حکومت تواتر کے ساتھ آئمہ اہلِ بیت علیہم السّلام کو قید کرنے، جلاوطن کرنے اور قتل کرنے پر مستعد ہو گئی۔ ان کی حکمرانی کا زمانہ بنی اُمیّہ کے مقابلے میں آئمہ اہلِ بیت علیہم السّلام پر زیادہ سخت تھا۔

تا اللہ ما فعلت علوج امیۃ   معشار ما فعلت بنوا العباس

خدا کی قسم بنی امیہ کے سرکشوں نے اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں کیا، جو کچھ بنی عباس کے ہاتھوں ہوا۔

آئمہ اطہار علیہم السّلام نے ان ظلم و ستم کرنے والوں کو کبھی بد دعا نہیں دی آپ اسی وقت بد دعا دینے پر مجبور ہوئے جب ظلم و جور کی انتہا ہو گئی اور اس کی شدت اپنی آخری حدود پر پہنچ گئی۔

آ گے، کلمات علماء وعظماء کے باب میں وہ خط آپ کی نظر سے گزرے گا جو عیسیٰ بن جعفر نے، جس کے پاس امام قید تھے۔ ہارون رشید کو لکھا تھا۔ اس خط میں تھا کہ میں نے کچھ لوگ مقرر کیے ہیں جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی دعا سن تک کو سنتے ہیں۔ مگر انھوں نے کبھی تجھ پر یا ہم لوگوں کو بد دعا نہیں دی۔ نہ کبھی ہمارا بُرا تذکرہ کیا۔

اس پس منظر میں اندازہ ہو سکتا ہے کہ پھر وہ کیسے موقع ہوتے ہوں گے۔ جب آپ حضرات ان ظالموں کو بد دعا دینے پر مجبور ہو جاتے ہوں گے۔

ان صفحات میں وہ بعض واقعات ذکر کیے جاتے ہیں۔ جو آپ کی دعا کی قبولیت کے سلسلے میں درج کیے گئے ہیں۔

ا۔ کتاب "نثر الدرر" کا مصنف لکھتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر کاظمؑ کے سامنے ذکر ہوا کہ ہادی عباسی آپ کو شہید کرنے کا قصد رکھتا ہے۔ آپ نے اپنے گھر والوں اور عزیزوں سے پوچھا کہ تم لوگ اس سلسلے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ اس سے دُور چلے جائیں اور خود کو اس کی دسترس سے غائب کر لیں کیونکہ آپ اس کے شر سے مامون نہیں ہیں۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور کہا:

زعمت سخینة ان ستغلب ربها و لیغلبن مغالب الغلاب

(بغض و عداوت رکھنے والی) گمان کرتی ہے کہ وہ اپنے پروردگار پر غالب آجائیگی حالانکہ وہ سب پر غالب آنے والوں پر بھی غالب ہے۔

پھر آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کیا:۔

الٰهی کم من عدو. شحذ لی ظبة مدیته، وداف لی قواتل سومه، ولم تنم عنی عین حراسته. فلما رایت ضعفی عن احتمال الفوادح وعجزی عن کلمات الجوانح صرفت ذلك عنی بحولك وقولك لا بحولی وقوتی والقیته فی الحفیرة التی احتفرها لی خیابا مما امله فی دنیاه متباعدا عما یرجوه فی اخراه فلك الحمد علی قدر ما عممتنی فیه نعمك، وما تولیتنی من جودك وکرمك. اللهم

فخذه بقوتك، وافلل حده عني بقدرتك، واجعل له شغلا فيما يليه، وعجزا به عما ينويه. اللهم واعدني عليه عدوة حاضرة تكون من غيظي شفاء، ومن حنقي عليه وفاء. و صل اللهم دعائي بالاجابة، وانظم شكايتي بالتغيير وعرفه عما قليل ما وعدت به من الاجابة لعبيدك المضطرين انك ذو الفضل العظيم، والمن الجسيم

ترجمہ:۔ خدایا کتنے دشمن ہیں جنھوں نے میرے لیے اپنی چھری کی دھار تیز کی، اور میرے لیے زہر پانی میں گھولے، تو تیری نگران آنکھ میری نگرانی سے غافل نہیں ہوئی جب تو نے مجھ سے مصیبتوں اور سختیوں کو برداشت کرنے کا یارانہ دیکھا اور میری کمزوری، ناتوانی اور میرے اعضاء و جوارح کو زخموں سے چور دیکھا تو اس کو میری طاقت و قوت سے نہیں بلکہ اپنی قدرت و طاقت سے مجھ سے دور کر دیا۔ اس کو گڑھے میں پھینکا جو اس نے میرے لیے کھودا تھا وہ ناامید ہو گیا اس سے جس کی اس نے دنیا میں خواہش کی تھی۔ اور دور ہو گیا اس سے جس کی اس نے آخرت میں آرزو کی تھی۔

تیرے لیے حمد و ثنا ہے اسی انداز میں کہ جس انداز میں تو نے اپنی نعمتیں مجھ پر عام کر دی ہیں اور جتنا کچھ کہ تو نے مجھے اپنے جود و کرم سے دیا۔

خدایا! اس شخص کو اپنی قوت سے اپنی گرفت میں لے لے۔ اپنی قدرت سے اس کی تیز دھار کو کند کر دے اس کو ایسے شغل میں الجھا دے جو اس کو اس چیز سے روک دے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔

خدایا مجھے اس پر ابھی غلبہ دے جو میرے غیظ و غضب کے لیے شفا ہو اور میرے غصے کو ٹھنڈا کر دے۔

خدایا! میری دعا کو اجابت سے وصل کر دے اور قبول کر لے۔ میری شکایت کو عبرت میں پرو دے۔

جو تو نے اپنے مضطر بندوں کو دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اس
کو جلد ظاہر کر دے۔ تو صاحبِ فضلِ عظیم اور بڑے احسان والا ہے۔
آپ کے عزیز رشتہ دار کچھ ہی مدت بعد دوبارہ اس خط کو پڑھنے جمع ہوئے جو موسیٰ کاظمؑ
کے پاس ہادی عباسی کی موت کی خبر کے بارے میں آیا تھا۔
اسی کے متعلق کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ:۔

وسارية لم تسر فی الارض تبتغی
محلا ولم یقع بها الارض قاطع

ترجمہ:۔ کتنے رات کو چلنے والے ہیں جو زمین میں کوئی جگہ تلاش کرنے کیلئے
نہیں چلتے اور نہ زمین ان کے سفر کو منقطع کرتی ہے۔

یہ ان اشعار میں سے ایک ہے جو قبولیتِ دعا کے بارے میں کہے گئے ہیں[۱]

۲۔ عبداللہ بن صالح سے روایت ہے کہ ہم سے فضل بن ربیع کے ساتھی نے یہ واقعہ بیان کیا۔
ایک رات میں اپنے بستر پر کنیز کے ساتھ لیٹا تھا۔ آدھی رات کے قریب مسرور کبیر میری خوابگاہ کا
دروازہ کھول کر داخل ہوا اور بغیر سلام کے کہنے لگا کہ ہارون رشید نے بلایا ہے۔
میں یہ دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا کہ بغیر اجازت کمرے میں داخل ہونا اور سلام نہ کرنا کچھ اچھی علامت
نہیں یہ تو قتل کے آثار معلوم ہوتے ہیں مجھ میں اتنی بھی ہمت نہ ہوئی کہ اس سے غسل کی مہلت مانگ لیں
کنیز نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا کہ اللہ عزوجل پر توکل کرو اور کھڑے ہو جاؤ میں نے کپڑے پہنے اور
اس کے ساتھ ہارون رشید کے محل پہنچا، وہ اپنی خواب گاہ میں تھا میں نے اس کو سلام کیا اس نے
سلام کا جواب دیا میں اس کے سامنے گر پڑا وہ کہنے لگا تو خوفزدہ معلوم ہوتا ہے میں نے حامی بھری
کچھ دیر کے لیے اس نے مجھے چھوڑ دیا یہاں تک کہ میں حواس میں آگیا۔
پھر مجھ سے کہنے لگا کہ قید خانے میں جاکر موسیٰ بن جعفر بن محمدؑ کو رہا کرو۔ ان کو تیس ہزار درہم،

---

[۱] الفصول المہمہ ۲۲۰

پانچ خلعتیں، تین سواریاں دو اور ان سے دریافت کرو کہ وہ ہمارے پاس رہنا چاہتے ہیں یا کسی اور اپنی پسند کے شہر جانا چاہتے ہیں۔

میں نے اس سے پوچھا اے مسلمانوں کے امیر! کیا تم موسیٰ بن جعفرؑ کو چھوڑنے کا حکم دے رہے ہو؟

کہنے لگا ہاں! میں نے تین مرتبہ سوال دہرایا۔

کہنے لگا: وائے ہو تجھ پر کیا تو چاہتا ہے کہ میں اپنے عہد و پیمان کو توڑوں۔

میں نے پوچھا وہ کون سا عہد و پیمان ہے؟

کہنے لگا کہ میں اس خوابگاہ میں لیٹا تھا کہ اچانک مجھ پر ایسے شیر نے حملہ کر دیا جس سے بڑا شیر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ میرے سینے پر سوار ہو گیا اور گلا پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا تو نے موسیٰ بن جعفرؑ کو ظلم و زبردستی سے قید کر رکھا ہے میں نے کہا میں انھیں ابھی چھوڑ رہا ہوں، ان کو ہبہ کروں گا اور خلعتیں دوں گا۔ اس نے مجھ سے اللہ عزوجل کا عہد لیا تب میرے سینے سے اترا۔ قریب تھا کہ میری جان نکل جائے۔

وہ شخص کہتا ہے کہ میں ہارون رشید کے پاس سے اٹھ کر موسیٰ بن جعفرؑ کے پاس قید خانے پہنچا، آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ سلام پھیر لیا تو میں نے آپ کو ہارون رشید کا سلام پہنچایا اور رہائی کی خوشخبری دی اور باقی جو کچھ اس نے حکم دیا تھا وہ سب پیش کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے علاوہ اگر کچھ حکم تجھ کو ملا ہو تو وہ بھی بیان کر۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ کے جد رسول اللہ کے حق کی قسم! مجھے صرف ان ہی چیزوں کا حکم ہوا ہے۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا: مجھے خلعتوں اور سواریوں اور مال کی ضرورت نہیں۔ اس میں امت کے حقوق ہیں۔

میں نے عرض کیا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ان چیزوں کو واپس نہ کریں ورنہ وہ آگ بگولہ ہو جائے گا۔ آپ نے سن کر فرمایا تو جو چاہو تم عمل کرو۔

میں نے آپ کا دستِ مبارک تھاما اور قید خانے کے باہر لے آیا۔

پھر عرض کیا فرزندِ رسولؐ اس کرامت کی خبر دیجیے میں ہی آپکے لیے یہ خوشخبری لایا ہوں اور

اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ میرے ہاتھوں انجام کو پہنچایا ہے اس لیے میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں۔

آپ نے فرمایا میں نے بدھ کی رات رسُول اللہ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے موسیٰ! تم قید میں ہو اور مظلوم ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسُول اللہ میں قید میں بھی ہوں اور مظلوم بھی ہوں۔ آپ نے اس کا تین مرتبہ تکرار کیا اور فرمایا:

لعله فتنة لكم ومتاع الى حين

شاید یہ تمھارے لیے فتنہ ہے اور ایک مدّت کے لیے متاع ہے

کل تم روزے کی حالت میں صبح کرنا، پھر جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھنا جب افطار کا وقت ہو تو بارہ رکعت نماز پڑھنا۔ ہر رکعت میں الحمد اور بارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھنا۔

جب ان میں سے چار رکعتیں پڑھ لو تو سجدہ کرو اور سجدے کی حالت میں کہو:۔

یا سابق الفوت یا سامع کل صوت ویا محی العظام وھی رمیم بعد الموت اسئالك باسمك العظیم الاعظم ان تصلی علی محمد عبدك ورسولك وعلی اھل بیته الطاھرین وان تعجل لی الفرج مما انا فیه

ترجمہ:۔ اے فوت ہونے والے اور ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے سبقت کرنے والا اے ہر آواز کو سننے والا، اے بوسیدہ ہڈیوں کو موت کے بعد زندہ کرنے والا، میں تیرے عظیم واعظم نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ اپنے بندے اور اپنے رسُول اور ان کے پاکیزہ اہلِ بیتؑ پر درود وصلوات بھیج اور میرے لیے اس چیز سے جس میں اس وقت ہوں جلد کشائش فرما۔

میں نے اس پر عمل کیا باقی جو کچھ ہوا وہ تو نے خود دیکھا ہے۔[۱]

۱۔ مدینۃ المعاجز ۲۹۴

آپ کے چند اشعار

آئمہ طاہرین علیہم السلام سے جو کچھ بھی خطبوں، وصیتوں، خطوط یا اشعار کے طور پر آیا ہے۔ وہ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے، اس کی اطاعت پر آمادہ کرنے، تعلیمات اسلامی کی نشر و اشاعت اور مکارم اخلاق اور بلند انسانی صفات پر راغب کرنے کے لیے ہے۔

یہ حضرات اُمتِ مسلمہ کی ہدایت اور تعلیم و تعلّم کی جدوجہد اور سعی کرتے رہے مسلمانوں کی رشد و ہدایت میں زندگی بسر کی۔

آپ حضرات نے شعر و شاعری بھی اسی کے لیے وقف کی ہوئی تھی جبکہ عام طور سے لہو و لعب خرافات، عشق و معاشقہ کے مضامین اشعار میں باندھے جاتے ہیں۔ آپ کے اشعار عقائد، اخلاق نیکیوں کی طرف دعوت سے پُر ہیں۔

یہاں امام موسیٰ کاظمؑ کے کچھ اشعار پیش کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ آپ بچہ تھے کہ جب آپ اپنے والد کی خدمت میں آئے۔ آپ کے ہاتھ میں تختی تھی۔ والد نے ان سے لکھنے کو کہا۔

تنح عن القبیح ولا تردہ

فعل قبیح سے دور رہو اور اس کا ارادہ تک نہ کرو

اور فرمایا اس پر مصرعہ لگاؤ۔

آپ نے فرمایا: ومن اولیتہ حسنا فزدہ

جس سے نیکی کی ہے اس میں اضافہ کرو

فرمایا:۔

ستلقی من عدوك كل كيد

تجھے دشمن سے ہر قسم کا دھوکہ اور فریب ملے گا

آپ نے کہا:۔

اذا کاد العدو فلا تكده

جب دشمن مکر و فریب کرے تو تو اس سے مکاری نہ کر

آپ نے فرمایا:۔

یہ ایسی ذریت ہے جن میں سے بعض بعض سے ہیں[۱]

۲۔ بندوں کے افعال و کردار کے بارے میں آپکے اشعار

لم تخل افعالنا التی نذم بها

احدی ثلاث حین نأتیها

اما تفرد بارینا بصنعتها

فیسقط اللوم عنا حین نأتیها

او کان یشرکنا فیها فیلحقه

ما کان یلحقنا من لائم فیها

او لم یکن لالٰهی فی جنایتها

ذنب فما الذنب الا ذنب جانبها[۲]

---

[۱] البحار ۱۱/۲۶۳

[۲] البحار ۱۱/۲۸۵

ترجمہ:۔ ہمارے وہ افعال جن کی وجہ سے ہماری مذمت کی جاتی ہے وہ تین حالتیں ہیں جب ہم سے وہ افعال ظاہر ہوتے ہیں تو یا تو ہمارا خالق ہی ان افعال کا بھی اکیلا خالق ہے۔ تو پھر ہماری ملامت نہیں ہونی چاہیے۔ جب ہم ان اعمال کو بجالائیں گے اور وہ ان میں ہمارے ساتھ شریک ہوگا تو پھر جو کچھ ملامت ان اعمال کے لیے ہماری ہوتی ہے وہ اس کی بھی برابر سے ہوگی یا پھر میرے معبود کا بندے کے غلط کام میں کوئی حصہ نہیں۔ تو پھر سارا گناہ اس گناہ گار بندے کا ہے۔

۳۔ صبر اور تسلّی کے بارے میں آپکے اشعار

کن للمکارہ بالعزاء مدافعاً
فلعل یوماً لا تری ما تکرہ

فلربما استتر الفتی فتنافست
فیہ العیون وانہ لممومہ

ولربما خزن الأدیب لسانہ
حذر الجواب وانہ لمفوہ

ولربما ابتسم الوقور من الاذی
وضمیر من حرہ یتأوہ[1]

ترجمہ:۔ مصائب کو صبر اور تسلی سے دور کرو۔

---

[1] حیات الامام موسیٰ بن جعفر ۱/۲۲۶

۴۔ اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ لینے سے متعلق آپ کا شعر

انت ربی اذا ظمئت الی الماء

وقوتی اذا اردت الطعاما

تو میرا پروردگار ہے جب میں پانی کا پیاسا ہوا

تو میرا رازق ہے جب میں کھانا چاہتا ہوں۔

۵۔ آپ کی سیرت میں ایک شعر

نواصل من لا یستحق وصالنا

مخافۃ ان نبقی بغیر صدیق

ہم اس سے صلہ رحمی کرتے ہیں جو صلہ رحمی کا مستحق نہیں

اس خوف سے کہ ہم دوست کے بغیر نہ رہ جائیں

امام موسیٰ کاظمؑ علماء اور عظماء کی نظر میں

مسلمانوں کے سارے مکاتب فکر کا اہلِ بیت علیہم السلام کی افضلیت، بلندی مقام، ان کی منزلت اور تقدس اور ان کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت پر اجماع و اتفاق ہے۔

علماء نے ان کے فضائل لکھنے، ان کی شان میں رسول اللہ کی احادیث ذکر کرنے ان کی سیرت و اخلاق بیان کرنے اور ان کے ارشادات و تعلیمات پیش کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کی ہے۔

اس میں کوئی تعجب بھی نہیں جب کہ رسولِ اعظمؐ نے ان کو حدیث ثقلین کے مطابق قرآن کریم کا قرین کہا ہے۔ آپ نے ان کی سفینۂ نوح سے مثال دی ہے کہ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ غرق ہوا اور تباہ ہوا۔ باب حطہ سے مثال دی ہے کہ جس میں جو داخل ہو گیا وہ امن میں رہا۔ ایسی اور بھی بہت سی احادیث آپ حضرات کی فضیلت میں موجود ہیں۔

اس باب میں ہم امام موسیٰ کاظمؑ کے بارے میں بعض علمائے کرام کے کلمات پیش کرتے ہیں

۱۔ امام صادقؑ نے فرمایا: اس میں حکم کا علم و فہم اور سخاوت ہے۔ ان امور کی معرفت ہے جن کے لوگ محتاج ہیں۔ وہ ایسے امورِ دین ہیں جن میں لوگ اختلاف کیا کرتے ہیں۔ اس میں حُسنِ خلق ہے اور حسنِ جواز۔

وہ اللہ عزّ وجل کے ابواب میں سے ایک باب اور دروازہ ہے۔[۱]

۲۔ ہارون رشید نے کہا: یاد رکھو یہ بنی ہاشم کے عابدوں اور زاہدوں میں

۱ـ البحار ۱۱/۲۳۴

سے ہیں [۱] ہارون نے اپنے بیٹے مامون سے (اس کے آپ کے بارے میں سوال کے جواب میں) کہا، یہ لوگوں کے امام ہیں۔ اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اس کے بندوں میں سے اس کے خلیفہ ہیں [۲] اور کہا کہ اے بیٹا، یہ انبیاءؑ کے علم کے وارث، موسیٰؑ بن جعفرؑ ہیں۔ اگر صحیح علم چاہتے ہو تو وہ ان کے پاس ہے [۳]

۲۔ مامون عباسی نے آپ کی تعریف میں کہا: وہ شب زندہ دار بزرگ ہیں۔ جن کو عبادت گزاری نے نحیف کر دیا ہے۔ جیسے وہ پرانی مشک ہو گئے ہیں۔ سجدوں نے ان کے چہرے اور ناک کو زخمی کر دیا ہے [۴]

۴۔ عیسیٰ بن جعفر نے ہارون رشید کو لکھا تھا کہ موسیٰ بن جعفرؑ کا معاملہ طویل ہو گیا ہے وہ کافی عرصے سے میری قید میں ہیں۔ میں نے ان کے حالات کی نگرانی کی، ان پر جاسوس مقرر کیے۔ اس طویل مدت میں میں نے دیکھا کہ وہ عبادت سے تھکتے نہیں۔ میں نے ایک آدمی مقرر کیا کہ وہ ان کی دعاؤں پر نظر رکھے۔ پتہ چلا کہ آپ نے کبھی تم کو یا مجھے بددعا نہیں دی۔ نہ ہی کبھی ہمارا برا ذکر کیا۔ وہ اپنی مغفرت اور اللہ کی رحمت کے علاوہ کوئی دعا نہیں مانگتے۔ تم کسی کو بھیج دو جو آپ کو اپنی تحویل میں لے لے ورنہ میں ان کو رہا کر دوں گا۔ میں ان کو قید میں رکھنا تکلیف دہ اور باعث ضرر سمجھتا ہوں [۵]

۵۔ ابو علی خلال (شیخ حنبل) کہتا ہے کہ مجھے جب کسی معاملے میں رنج و غم ہوا تو میں نے موسیٰ بن جعفرؑ کی قبر کا ارادہ کیا اور ان سے متوسل ہوا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کو جس طرح میں چاہتا تھا سہل و آسان کر دیا [۶]

۱۔ انوار البہیۃ ۹۲

۲۔ اعیان الشیعہ ۴ ق ۳ / ۵۱

۳۔ المناقب ۲ / ۳، ۳۷

۴۔ انوار البہیۃ ۹۳

۵۔ اعیان الشیعہ ۴ ق ۳ / ۱،

۶۔ تاریخ بغداد ۱ / ۱۲۰

۶۔ شافعی کہتا ہے کہ موسیٰ بن جعفرؑ کی قبر مجرب تریاق ہے (یعنی حاجات بر آتی ہیں۔ مترجم) [۱]

۷۔ ابو حاتم کہتا ہے کہ آپ ثقہ اور بہت سچے تھے۔ مسلمانوں کے آئمہ میں سے ایک امام اور راہنما ہیں [۲]

۸۔ عبدالرحمٰن ابن جوزی کہتا ہے کہ آپ کو آپ کی عبادت، اجتہاد، راتوں میں قیام کی وجہ سے عبد صالح کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ آپ کریم اور حلیم تھے۔

جب آپ کو کسی کے بارے میں خبر ملتی کہ وہ آپ کو اذیت پہنچاتا ہے تو آپ اس کے پاس مال بھیجتے۔ [۳]

۹۔ خطیب بغدادی کہتا ہے کہ آپ سخی اور کریم تھے۔

جب آپ سنتے کہ کوئی شخص آپ کو اذیت پہنچاتا ہے تو آپ اس کو ہزار دینار کی تھیلی بھیجتے۔ آپ دو سو، تین سو اور چار سو دینار کی تھیلیاں تیار کرواتے اور ان کو مدینے کے لوگوں میں تقسیم کرتے موسیٰ بن جعفرؑ کی تھیلیاں ضرب المثل تھیں جب کسی انسان کے پاس آپ کی تھیلی آتی تو وہ غنی اور تونگر ہو جاتا۔ [۴]

۱۰۔ علی بن محمد بن احمد مالکی، ابن صباغ کہتا ہے کہ آپ کے مناقب، آپ کی واضح کرامات آپ کے فضائل اور روشن صفات اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ شرافت اور خوبیوں اور اوج کی بلندیوں پر فائز تھے۔ آپ کے سامنے سیادت کے کندھے جھکے ہوئے تھے۔ آپ کو مجد و بزرگی کی غنیمتوں میں حاکم مقرر کیا گیا جن میں منتخب غنائم کو آپ نے اختیار کیا۔ [۵]

---

[۱] تحفۃ العالم ۲/۲۲

[۲] تہذیب التہذیب ۱۰/۳۴۰

[۳] صفۃ الصفوۃ ۲/۱۰۳

[۴] تاریخ بغداد ۱۳/۲۸

[۵] الفصول المہمہ ۲۱۷

۱۱۔ یوسف بن قزاغلی، سبط جوزی کا کہنا ہے کہ موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السّلام کا لقب کاظم، مامون، طیّب اور سیّد ہے۔ آپ کی کنیت الوالحسن ہے اپنی عبادت و اجتہاد اور ساری ساری رات عبادت کے لیے قیام کرنے...... کی وجہ سے آپکو لوگ عبدِ صالح کہہ کر پکارتے۔

موسیٰ بن جعفرؑ جوّاد اور کریم تھے۔ آپ کو کاظم اس لیے کہا جاتا کہ جب آپ کو کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ اس کو مال بھیجتے...... ۵۱

۱۲۔ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی کہتا ہے کہ امامؑ بڑی قدر و منزلت کے مالک، عظیم بزرگ نیکیوں میں بہت جدّ و جہد کرنے والے، عبادت کے لیے مشہور، اطاعتوں پر برقرار، کرامتوں کیلیے معروف، ساری ساری رات سجدوں میں گزارنے والے اور نماز کے لیے قیام کرنے والے تھے۔ آپ دن صدقہ اور روزے میں گزارتے۔ بے مثال حلم اور بردباری کے مالک تھے۔ اپنے آپ پر زیادتی کرنیوالوں سے چشم پوشی فرماتے اسی بنا پر آپ کو کاظمؑ کے لقب سے پکارا جاتا۔ جو برائی کرتا اس کو احسان اور نیکی سے بدلہ دیتے۔ زیادتی کرنے والے کے جواب میں اس کو معاف کر دیتے۔

عبادت کی کثرت کی وجہ سے عبد صالح کے لقب سے پکارے جاتے۔

عراق میں آپ "باب الحوائج الی اللہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ کیونکہ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف متوسل ہونے والوں کے مطالب بر آتے ہیں۔

آپ کی کرامات عقل کو حیران کر دیتی ہیں اور ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کا ایسا سچا مقام ہے جس میں کمی بیشی کا سوال نہیں ۵۲

۱۳۔ احمد بن یوسف دمشقی کرمانی کہتا ہے کہ موسیٰؑ وہ امام ہیں جو بڑی قدر و منزلت والے ہیں۔ منفرد شخصیت کے مالک اور حجّتِ خدا ہیں۔ اپنی رات بیدار رہ کر قیام میں گزارنے والے اور اپنے دن روزے میں کاٹنے والے ہیں۔ بہت زیادہ حلیم و بُردبار ہیں۔ زیادتی کرنے والوں سے چشم پوشی

---

۵۱ تذکرۃ الخواص ۱۹۶

۵۲ مطالب السؤل ۸۳

کرنے کی وجہ سے آپ کا نام کاظمؑ ہوگیا۔ آپ اہلِ عراق میں "باب الحوائج" کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان سے متوسل ہونے والے کی حاجت ہمیشہ پوری ہوئی...... ان کی کرامات آشکار اور مناقب واضح ہیں۔ آپ نے شرافت کی اوج پائی اور خوبیوں کی رفعت پاکر اعلیٰ مقام تک پہنچے۔[1]

۱۴۔ محمد بن احمد ذہبی کہتا ہے کہ موسیٰؑ اعلیٰ ترین حکماء اور عقلاء میں سے تھے۔ پاکیزہ عابد، زاہد تھے۔ آپ کا مشہد و مرقد بغداد میں مشہور ہے۔ ۵۵ سال کی عمر میں آپ کی وفات ۱۸۳ھ میں ہوئی۔[2]

۱۵۔ ابن ساعی کہتا ہے کہ امام کاظمؑ عظیم الشان اور صاحبِ افتخار تھے۔ کثرت سے نمازِ تہجد پڑھنے والے، نیکیوں میں حد سے زیادہ کوشاں، آپ کی کرامات کی گواہی دی گئی ہے۔ آپ عبادت کیلئے مشہور تھے۔ مسلسل اطاعتوں پر برقرار رہنے والے تھے۔ ساری ساری رات سجدے اور قیام میں گزارنے والے اور دن صدقہ دینے اور روزہ رکھنے میں گزارنے والے تھے۔[3]

۱۶۔ مومن شبلنجی کہتا ہے کہ موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اپنے اہلِ زمانہ میں سب سے زیادہ عابد، عالم، سخی اور کریم النفس تھے۔ آنجنابؑ اہلِ مدینہ کے فقراء کی دیکھ بھال کرتے۔ رات کو ان کے گھروں میں درہم و دینار اور اجناس پہنچاتے۔ خود ان حاجت مندوں کو یہ خبر بھی نہ ہوتی کہ یہ کچھ ان کو کس نے پہنچایا۔ آپ کی وفات کے بعد ان کو پتہ چلا کہ ہمارے ساتھ احسان کرنے والا کون تھا؟ آپ اکثر یہ دعا مانگتے۔

اللھم انی اسئلک الراحۃ عند الموت والعفو عند الحساب

خدایا موت کے وقت راحت و آرام اور حساب کے وقت تجھ سے عفو اور بخشش کا سوال کرتا ہوں۔[4]

---

[1] اخبار الدول ۱۱۲

[2] میزان الاعتدال ۲/۲۰۹، تاریخ الخلفاء ۳۹

[3] حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر ۱/۱۰۷

[4] نور الابصار ۲۱۸

۱۷۔ عبدالوہاب شعرانی کہتا ہے کہ موسیٰؑ بارہ اماموں میں سے ایک جو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین کے فرزند ہیں۔ آپ عبادت کی کثرت، اجتہاد اور ساری رات عبادت میں قیام کی وجہ سے عبد صالح کے نام سے پکارے جاتے۔
جب آپ کو کسی شخص کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہ آپ کو اذیت اور تکلیف پہنچاتا ہے۔ تو آپ اس کو مال بھیجتے۔[1]

۱۸۔ عبداللہ شبراوی شافعی کہتا ہے کہ آپ بزرگوں اور سخی لوگوں میں سے تھے۔ آپ کے والد حضرت جعفرؑ آپ سے بہت محبت اور پیار کرتے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو موسیٰؑ سے کتنی محبت ہے؟ تو فرمایا کہ میں پسند کرتا کہ اس کے علاوہ میرا کوئی بیٹا نہ ہوتا۔ تاکہ مجھے اس سے جو محبت ہے اس میں کوئی شریک نہ ہوتا۔ (پھر اس نے امام کے بارے میں کچھ تحریر کیا ہے اور آپکی کچھ گفتگو نقل کی ہے)[2]

۱۹۔ محمد خواجہ بخاری کہتا ہے کہ ابوالحسن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رضی اللہ عنہما آئمہ اہلِ بیت میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ صالح، عابد، جواد، سخی اور بڑی قدر و منزلت والے ہیں۔ آپ کثیر علم کے مالک تھے آپ کو عبدِ صالح کے نام سے پکارا جاتا۔ ہر روز سورج نکلنے سے لے کر زوال تک اللہ کے لیے ایک طویل سجدہ کرتے۔ جس شخص نے آپ کو اذیت اور تکلیف پہنچائی تھی اس کو آپ نے ایک ہزار دینار کی تھیلی بھیجی۔ مہدی بن منصور عباسی نے مدینہ سے بغداد بلا کر قید کر دیا۔ مہدی نے خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ کہتے سنا کہ اے مہدی! فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم فاطلقہ.....
یعنی کیا قریب ہے کہ اگر تم کو والی اور حاکم بنا دیا جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔ چنانچہ اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔[3]

---

[1] الطبقات الکبریٰ ۳۳

[2] الاتحاف بحب الاشراف ۵۴

[3] ینابیع المودۃ ۴۵۹

۲۰۔ عبداللہ بن اسد یافعی کہتا ہے کہ آپ صالح، عابد، جواد، حلیم الطبع اور بڑی قدر و منزلت والے تھے۔ آپ بارہ اماموں میں سے ایک تھے جو امامیہ کے اعتقاد کے مطابق معصوم ہیں۔

عبادات اور اجتہاد کی بناء پر آپ کو عبد صالح کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

آپ سخی اور کریم تھے آپ کو پتہ چلتا کہ کوئی شخص آپ کو اذیت دیتا ہے تو اس کو ایک ہزار دینار کی تھیلی بھیجتے۔[1]

۲۱۔ محمد امین سویدی کہتا ہے کہ امام بہت بڑی قدر و منزلت والے، کثیر الخیر انسان تھے ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے۔ دن کو روزے رکھتے۔ اپنے آپ سے زیادتی کرنے والوں سے چشم پوشی کرتے۔ اسی لیے آپ کا لقب کاظم پڑ گیا ..... آپ کی واضح کرامات ہیں۔ آپکے مناقب ایسے ہیں کہ یہاں ان کا ذکر سما نہیں سکتا۔[2]

۲۲۔ محمود بن وہیب قراغولی بغدادی حنفی کہتا ہے کہ آپ موسیٰ بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الحسن ہے۔ آپ کے چار القاب ہیں..... کاظم، صابر، صالح اور امین جن میں زیادہ مشہور لقب کاظم ہے۔

آپ درمیانہ قد اور گندم گوں رنگ کے تھے۔ آپ اپنے والد کے علم و معرفت، کمال و فضل کے وارث تھے رضی اللہ عنہما۔ غیظ و غصّے کو پی جانے والے، بہت زیادہ چشم پوشی کرنے اور علم و بردباری کی وجہ سے آپ کا نام "کاظم" پڑ گیا۔

اہل عراق میں آپ "باب قضاء الحوائج عند اللہ" کے لقب سے مشہور ہیں۔ اپنے زمانے میں سب لوگوں سے زیادہ عابد، عالم اور سخی تھے۔[3]

۲۳۔ علی جلال حسینی کہتا ہے کہ آپ فقہ، دین، عبادات، حلم اور صبر کے اتنے جامع تھے

---

[1] مرآۃ الجنان ۱/ ۳۹۴

[2] سبائک الذہب ۷۳

[3] جوہرۃ الکلام ۱۳۹

کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔[1]

۲۴۔ محمد امین غالب الطویل کہتا ہے کہ علوی ایک عظیم القدر شخص یعنی امام موسیٰ کاظمؑ کی اقتدا کرتے تھے۔ آپ تقویٰ اور کثرتِ عبادت کے لیے مشہور تھے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے آپ کو عبد صالح پکارنا شروع کر دیا، کبھی رجل صالح بھی کہتے۔ یہ تشبیہ ان سے ہوتی جن کا قرآن میں موسیٰ بن عمران کے ساتھی کے طور پر ذکر ہے۔

امام کاظمؑ کریم اور سخی تھے۔۔۔۔۔۔[2]

۲۵۔ یوسف اسمٰعیل نبھانی کہتا ہے کہ موسیٰ کاظمؑ اکابر آئمہ، ہمارے سادات اہل بیت کرام اور ہادیانِ اسلام رضی اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک تھے۔

خداوند عالم ہم کو ان اہلِ بیت کی برکات سے مستفید فرمائے۔ اور ان کی محبت اور ان کے جد اعظمؐ کی محبت پر ہم کو موت دے۔۔۔۔[3]

۲۶۔ ڈاکٹر زکی مبارک کہتا ہے کہ موسیٰ بن جعفرؑ سادات بنی ہاشم میں سے سید و سردار تھے علم اور دین میں سب سے آگے تھے۔[4]

۲۷۔ ڈاکٹر عبد الجبار جومرد کہتا ہے:۔

> امام کاظم ہی موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ زہد و تقویٰ اور اخلاق کی عمدگی اور نرمی سے آپکی زندگی بھری پڑی ہے۔ آپ کو کاظمؑ کا لقب اس لیے ملا کہ آپ ہر اس شخص سے حسنِ سلوک کرتے جو آپ کے ساتھ برا سلوک کرتا۔[5]

---

[1] الحسین ۲/ ۲۰۷

[2] تاریخ العلویین ۱۸۵

[3] جامع کرامات الاولیاء ۲/ ۲۶۹

[4] حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر ۱/ ۱۱۰، شرح زہر الادب ۱/ ۱۳۲

[5] ہارون الرشید ۱/ ۱۸۸

۲۸۔ ڈاکٹر محمد یوسف کہتا ہے کہ ہم یہ وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے فقہ میں کتاب لکھی وہ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں۔ آپ کی وفات (بغداد کے) قید خانے میں ۱۸۳ھ میں ہوئی تھی۔ آپ سے "حلال وحرام" کے عنوان سے جن مسائل کو آپ سے دریافت کیا گیا تھا ان کے جوابات تھے جو آپ نے تحریر فرمائے تھے۔[۵]

---

[۵] حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر ۱/۱۱۷ عن فقہ الاسلامی مدخل لدراسۃ المعاملات ۱۶۰
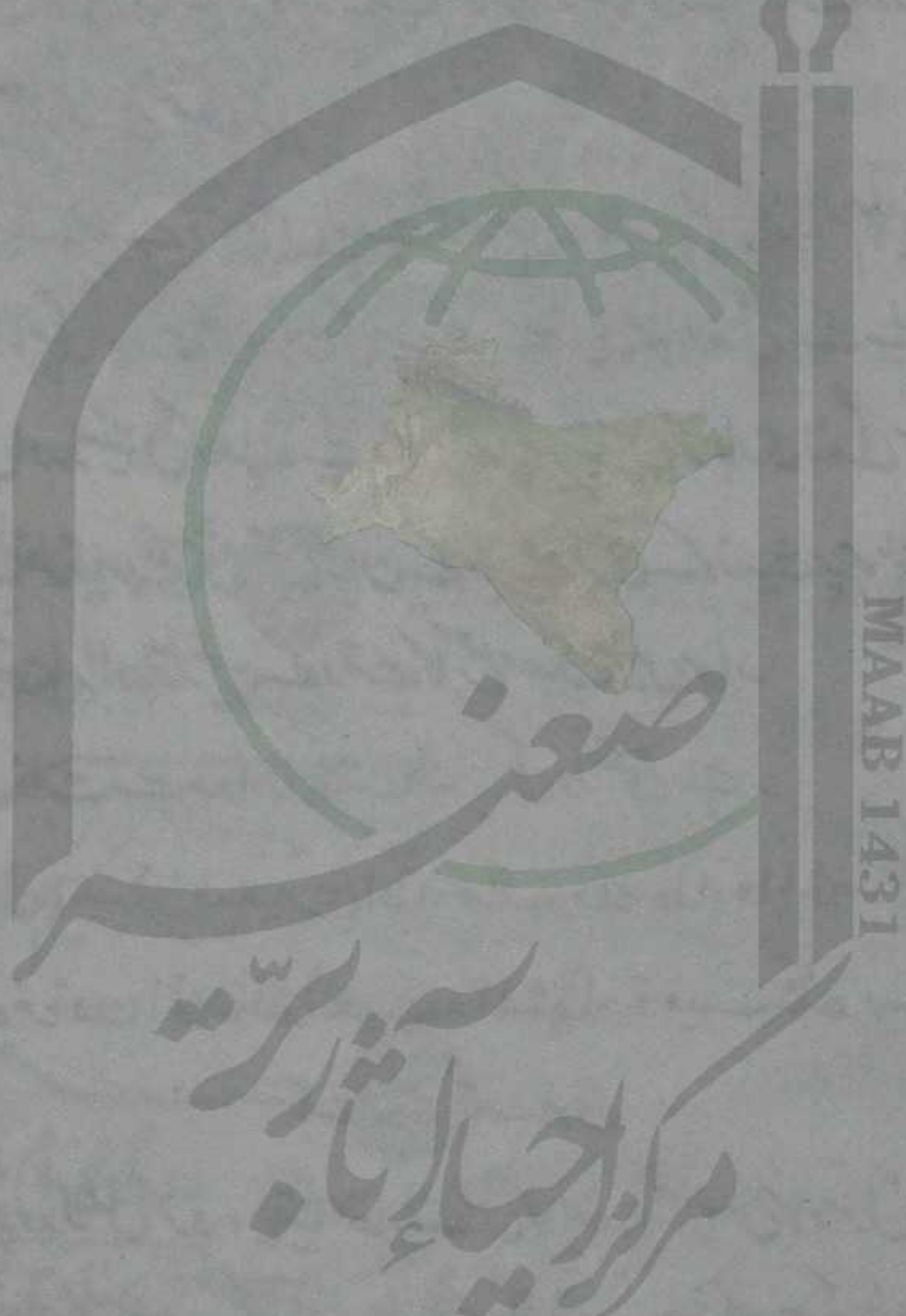
تتمّہ

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں یہ صفحات جلدی میں یکجا ہوئے۔ آپؑ کے کچھ اقوال اور ہدایات درج کی گئیں۔ اور کتاب علماء اور عظماء کے تاثرات اور آپ کے فضائل اور مناقب سے متعلق اقتباسات پر ختم کی گئی۔

اس کتاب کا مقصد میرے ذہن میں یہ ہے کہ امام کی راہ پر ہم بھی کچھ قدم چلیں اور اسی جہت اور سمت کو اپنائیں جو امام کی جہت تھی۔ ان کی سیرت سے اپنی عملی زندگی کے لیے راستہ متعین کریں آپ کے اقوال اور وصیتوں کو اپنے لیے دلیل اور رہبر بنائیں کہ ہماری زندگی سنور جائے۔ یہی اقوال ہمارے عمل کے خطوط اور نقوش ہیں۔ ان کے ذریعے ترقی کے زینے پر ہم بلند ہو سکیں۔

اگر ایسا نہ ہو تو ہمارا اور قارئین کے وقت کا صحیح مصرف نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے مدد اور اعانت طلب کی جا سکتی ہے۔

وقل اعملوا فسیری اللّٰہ عملکم ورسولہ والمؤمنون

ثم تردون الی عالم الغیب والشہادۃ فینبئکم بما

کنتم تعملون

کہہ دو کہ عمل کرو، یقیناً تمھارے عمل کو اللہ، اس کا رسولؐ اور مخصوص مومنین دیکھتے ہیں۔ پھر تم کو عالم غیب و شہادت کی طرف پلٹا دیا جائے گا تم کو وہ اس کی خبر دیگا جو تم عمل کرتے تھے۔

قرآن فہمی اور اسلام شناسی کیلئے عصر حاضر کی شہرہ آفاق
تفسیر نمونہ
زیر نظر
آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی
ترجمہ
مولانا سید صفدر حسین نجفی
چودھویں جلد چھپ چکی ہے
فی جلد ۷۵/- روپے
علومِ قرآن کی بہتر سے بہتر پیش کش کیلئے ہم آپکی آراء
اور مثبت تنقید کے لیے چشم براہ رہتے ہیں۔ مکتب اہل بیت کی تفہیم و اشاعت
کے لیے دستِ تعاون بڑھایئے۔
ناشر
مصباح القرآن ٹرسٹ
۱۰۔ گنگا رام بلڈنگ
شاہراہ قائد اعظم لاہور
ملنے کا پتہ
قرآن سنٹر
۲۴
الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور